امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ملک میں امن کون چاہتا ہے اور جنگ کس کی تمنا ہے؟

ماہنامہ شریعت

جلد 7 جون 2018ء بمطابق شوال المکرم 1439ھ شمارہ 4

سعودی عرب میں علماء کانفرنس کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

الخندق آپریشن کے اثرات

نیٹو کے بدلتے کمانڈرز

افغان حکومت اور داعش کی دوستیاں

امیرالمؤمنین ملا اختر محمد منصور، ایک تاریخی کردار

کمیونزم افغانستان میں کیسے آیا؟

حالیہ اسرائیلی وحشت اور اسلامی کانفرنس کا ہنگامی اجلاس

فرمان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا، نماز ادا کی، اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ تعالی پر واجب ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اس جگہ بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہے۔ (اس عبارت میں آپ ﷺ اس شخص کو جو جہاد نہ کر سکتا ہو تسلی دے رہے ہیں کہ وہ بھی اجر سے محروم نہیں ہے کیونکہ ایمان پر استقامت اور دیگر فرائض کی ادائیگی کا احترام اسے جنت میں پہنچادے گا، اگرچہ اس کا درجہ مجاہدین کے درجہ سے کم ہو۔ (فتح الباری) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جنت میں سو منازل ہیں، جنہیں اللہ تبارک وتعالی نے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ دو منزلوں کا درمیانی فاصلہ اتنا ہے جتنا کہ زمین اور آسمان کا درمیانی فاصلہ اور جب تم اللہ تعالی سے طلب کرو تو فردوس طلب کرو بے شک فردوس جنت کا افضل اور اعلیٰ حصہ ہے اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے، اور فردوس ہی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔

فرمان امیر المومنین شیخ الحدیث هبۃ اللہ اخندزادہ حفظہ اللہ

استعمار کے خلاف ہمارا جہاد دین، عقل اور انسانی قوانین کے تمام معیارات پر پورا اترتا ہے۔ ہمارے مقصد کا خلاصہ یہ ہے کہ ہماری مسلم قوم اپنے اسلامی نظریے کے مطابق اسلامی نظام کے زیر سایہ آزادانہ زندگی گزار سکے، مگر وقت کے جابر امریکی طاغوت اور اس کے حواری چاہتے ہیں کہ وہ ہم پر اپنا نظریہ مسلط کر دیں۔ ہمارے خطے کو ایک فوجی اڈے کے طور پر استعمال کرے۔ ہم سے زندگی کا بنیادی حق 'آزادی' چھین لے۔

امریکا افغانوں کو کچلنے میں کسی ظلم اور قساوت قلبی سے دریغ نہیں کرتا۔ ہمارے گاؤں، شہروں، مساجد، مدارس اور دیگر تقریبات پر بمباری کی جاتی ہے۔ شہریوں کو قتل کیا جاتا ہے۔ انہیں گھر بار چھوڑنے پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ ہزاروں افغانی عقوبت خانوں میں وحشت ناک تشدد کا سامنا کر رہے ہیں۔ استعمار نے خود کو ہر قسم کی عدالتی کارروائی سے مستثنیٰ قرار دے کر رکھا ہے۔ جس سے کوئی پوچھ گچھ نہیں کر سکتا۔

امارت اسلامیہ افغانستان کا واحد اردو ترجمان

ماہنامہ شریعت

جلد ۷/ شعبان ۱۴۳۹ /جون ۲۰۱۸ / شمارہ ۴

مدیر اعلیٰ: ولید افغان

نائب مدیر: شمس ابدالی

مجلس مشاورت

ملا اسد افغان — ہارون بلخی

اکرم تاشفین — محمد فرہاد جانباز

سیف العادل احرار

ڈیزائنگ: مولوی محمد فاروق

قیمت فی شمارہ 30 روپے

سالانہ 350 روپے

سالانہ زر تعاون

امریکا، آسٹریلیا، افریقا، یورپی ممالک: 40ڈالر

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات: 30ڈالر

بنگلہ دیش: 28ڈالر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

'ماہنامہ شریعت' امارتِ اسلامیہ افغانستان کا اردو زبان میں واحد اور باضابطہ دینی، ثقافتی اور سیاسی مجلہ ہے۔ یہ امارت اسلامیہ کے رسمی 'میڈیا و ثقافتی کمیشن' کی جانب سے شایع ہوتا ہے۔ ماہنامہ شریعت افغانستان میں جاری اسلام و کفر کی کشمکش، سیاسی و جہادی واقعات و حالات اور ستم رسیدہ مسلمانوں پر روا رکھے جانے والے انسانیت سوز مظالم کا سچا اور چشم دید عکاس ہے۔

عکس دروں

ملک میں امن کون چاہتا ہے اور جنگ کس کی تمنا ہے؟	2
علماء کانفرنس کے حوالے سے امارت اسلامیہ کا اعلامیہ	4
امیر المؤمنین اختر منصور، ایک تاریخی کردار	6
حالیہ اسرائیلی وحشت اور اسلامی کانفرنس کا ہنگامی اجلاس	7
آپریشن الخندق کے ایک ماہی نتائج	11
اسلام کی مدد، مگر کیسے؟!	14
افغان حکومت اور داعش کی دوستیاں	16
فاریاب بھی فتح کے قریب	18
کمیونزم افغانستان میں کیسے آیا؟	19
موت کا آشیانہ امریکی ڈرون کی خفیہ دستاویزات	22
الخندق آپریشن کے اثرات	24
جنرل نکلسن کا ناکارہ دوباؤ!!	26
فراہ میں کیا ہوا؟	27
مسئلہ افغان سے متعلق سعودیہ میں علماء کانفرنس	28
الخندق ایک تاریخی آپریشن ہے	29
حنیف اتمر کا بویا ہوا خاردار پودا	30
جنگجو عزیز اللہ کے مظالم اور انجام	31
افغانستان میں کیمونزم کا پھیلاؤ	33
جہاد مخالفت کٹھ پتلیاں	35
نیٹو کے بدلتے کمانڈرز	36
مجاہدین امن نہیں چاہتے؟	37
امارت خفیہ مذاکرات پر یقین نہیں رکھتی	38
میڈیا حقائق مسخ کرتا ہے	39
جنگی جرائم اپریل 2018	40
افغانستان مئی 2018 میں	41

Twitter: www.twitter.com/shariatmagazine1
Facebook: www.facebook.com/shariatmagazine
Web: www.alemarahurdu.com
E-mail: shariatmagazine@yahoo.com

ملک میں امن کون چاہتا ہے اور جنگ کس کی تمنا ہے؟

محترم قارئین کے علم میں ہوگا کہ گزشتہ کچھ ہی عرصہ سے ملک میں جنگ کو ختم کرنے اور صلح کرنے کی باتیں ہو رہی ہیں، ملکی اور غیر ملکی میڈیا پر مذاکرات اور صلح کے بارے گرما گرم بحثیں ہو رہیں، وقتاً فوقتاً گول میز کانفرنسز منعقد ہوتی ہیں، بہت زیادہ مقالے اور کالمز لکھے جا رہے ہیں۔

یہ بات کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ مغربی غاصب قوتوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف میدانی جنگ کے ساتھ بلکہ اس سے بھی پہلے میڈیائی جنگ کا آغاز بھی کر دیا ہے جس پر بڑی کوشش اور کروڑوں ڈالرز کے اخراجات کر رہے ہیں۔ حالیہ دنوں میں ملکی اور غیر ملکی اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ پر صلح اور مذاکرات کا شور اسی سلسلے کی ہی ایک اہم کڑی ہے

۔

ملکی اور غیر ملکی ذرائع ابلاغ پر صلح کے مطالبات کو اس طرح بڑھا چڑھا کر پیش کیا جا رہا ہے جیسے یہ کوئی نیا مسئلہ ہو اور افغان قوم، کابل حکومت اور پوری دنیا صلح چاہتی ہو لیکن طالبان ہیں کہ اپنے مادی فوائد کے حصول کی خاطر افغان قوم اور دنیا بھر کے لوگوں کے اس مطالبہ سے انکار کر رہے ہیں اور اپنی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ اسی امریکہ نے افغانستان پر حملہ کے وقت طالبان کو ایک ایسی بڑی طاقت کے طور پر پیش کیا تھا جو پوری دنیا کیلئے خطرہ ہو اور اب انہیں ایک ایسی جماعت یا گروہ کی شکل میں متعارف کرا رہے ہیں کہ گویا ان کی سترہ سالہ جدوجہد محض مادی فوائد کے حصول کے لئے تھی، اور اب جبکہ انکے مفادات جنگ سے حاصل نہیں ہوتے تو انکو چاہئے کہ وہ صلح و مذاکرات کی راہ سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ جیسا کہ چند دن قبل نیٹو کے سربراہ جنیز سٹولٹنبرگ نے برطانیہ میں اعلیٰ حکام کے ایک اجلاس میں کہا کہ طالبان جنگ کے میدان میں کامیابی حاصل نہیں کر سکتے، اگر افغان طالبان صلح اور مذاکرات کی طرف آجائیں تو انہیں کافی سارے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔

صلح کے نام پر اس قسم کے پروپیگنڈے حقائق کو مسخ کرنے، دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے اور گمراہ کرنے کی کوششیں ہیں، یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا بھر کے لوگ بے شعور اور حقائق سمجھنے سے قاصر ہیں جو کہ انسانیت کی توہین ہے۔

صلح بیرونی غاصبین اور کابل ادارے کا نہیں بلکہ افغان قوم اور امارت اسلامیہ کا دیرینہ مطالبہ ہے اور یہ مطالبہ آج کل کا نہیں بلکہ افغانستان پر جنگ مسلط کرنے سے قبل کا ہے، افغان قوم اور طالبان نے امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے مطالبہ کیا تھا کہ ہم پر یہ غیر قانونی، بے جا اور بے فائدہ جنگ مسلط نہ کی جائے بلکہ مذاکرات کے ذریعے مسئلہ کا حل نکال لیا جائے۔ ہمیں اور خود کو جانی و مالی نقصانات سے بچایا جائے لیکن امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے افغان قوم اور طالبان کے اس مطالبہ پر کوئی توجہ نہیں دی اور افغانستان پر ایک ایسی جنگ مسلط کر دی جس میں ہمارے سمیت انہیں بھی بہت زیادہ مالی و جانی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا اور دنیا بھر میں ذلت و رسوائی الگ ہوئی۔

پھر جنگ کے آغاز سے لے کر آج تک یہی افغان قوم اور امارت اسلامیہ ہے جو جنگ بندی اور ملک میں امن کے خواہاں ہیں اور اس کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔ کیونکہ یہ جنگ ہماری زمین پر جاری ہے، جنگ کا جاری رہنا اور بیرونی غاصبین کا افغانستان میں قیام ہمارے لئے بڑے مادی اور معنوی نقصانات کا حامل ہے، اس لئے طالبان اور مسلمان افغان قوم کبھی بھی اس جنگ کو طول دینا نہیں چاہیں گے۔ جنگ کو طول دینا تو کابل ادارے کے وہ چور اور کرپٹ سربراہان چاہیں گے جن کی ساری تگ و دو مادی فوائد کے حصول کے لئے ہے اور جنگ کو طول دینے کے بدلہ میں ان کے مفادات اور مادی فوائد کا حصول یقینی ہے۔ اسی طرح وہ بیرونی غاصبین جنگ کو طول اور دوام دینا چاہتے ہیں جن کے مذموم اہداف و مقاصد اس جنگ سے وابستہ ہیں۔

ہاں! جس صلح اور مذاکرات کا مطالبہ بیرونی غاصب قوتیں امارت اسلامیہ سے کر رہی ہیں تو امارت اسلامیہ نہ پہلے اس کے حق میں تھا نہ اب ہے اور نہ ہی آئندہ اس پر بات کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ بیرونی غاصب قوتیں بعض ممالک پر زور دے رہی ہیں کہ طالبان کو اس بات پر قائل کر لیں کہ وہ ہتھیار پھینک دیں، کابل ادارے کے ساتھ شامل ہو جائیں، بعض عہدے اور وزارتیں قبول کر لیں اور پرامن زندگی گزاریں۔ یہ ہے وہ صلح جس کا امریکہ امارت اسلامیہ سے مطالبہ کر رہا ہے۔ یہ صلح ہے یا سر تسلیم خم کروانا؟ دنیا بھر میں کوئی ایک انصاف پسند بھی ایسا ہوگا جو اسے صلح کا نام دے؟

طالبان، اپنے مادی فوائد کے حصول کی خاطر حکومت کے خلاف لڑنے والا کوئی چھوٹا موٹا گروہ نہیں جو چند وزارتیں یا دو چار عہدے لے کر سر تسلیم خم کر لے اور ہتھیار پھینک دے۔

طالبان تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے مغرب کی سامراجی قوتوں کی سازشوں کو ناکام بنا کر روس کے خلاف کی جانے والی عظیم جدوجہد اور لازوال قربانیوں کے مردہ اہداف ومقاصد کو زندہ کیا ہے، جنہوں نے مظلوم افغان قوم پر مسلط کئے گئے شر وروفسادات کی روک تھام اور یہاں ایک حقیقی اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے بیش بہا قربانیاں دے کر اپنی قوم کے ارمانوں کو پورا کیا۔ اس نظام کی دفاع اور حفاظت طالبان اپنے خون سے کر رہے تھے اور پھر جب بیرونی غاصبین نے افغانستان پر حملہ کیا اور یہاں قبضہ جمانے کی کوشش کی تو اسلام اور سرزمین افغانستان کے یہی جانباز سپوت طالبان ہی تھے جنہوں نے بڑے بڑے لشکروں، جدید جنگی آلات اور عسکری سازوسامان سے بے خوف ہو کر دشمن کا مقابلہ کیا اور اللہ تعالی کی مدد ونصرت کے ساتھ اس مقدس جہاد کو جاری رکھا ہوا ہے، اپنے سے کئی گنا بڑی طاقتوں کی موجودگی میں وطن عزیز کے نصف سے زیادہ حصے کو دشمن کے پنجوں سے آزاد کرایا ہے اور ان بڑی قوتوں کو شکست وریخت سے دوچار کیا ہوا ہے۔

تو جب طالبان ظاہری لحاظ سے کمزوری کے وقت دشمن کے سامنے سرنگوں نہ ہوئے اور اپنے اعلیٰ مقاصد واہداف سے پیچھے نہ ہٹے تو اب جبکہ دشمن پر غلبہ پالیا ہے اور دشمن شکست وفرار کی حالت میں ہے، کیسے سر تسلیم خم کریں گے؟ اور کیونکر اپنے اعلیٰ اہداف ومقاصد پر سودا بازی کریں گے؟

تمام مسلمانوں کو اس بات پر یقین رکھ لینا چاہئے کہ دشمن شکست کھا چکا ہے، اس کے اوسان خطا ہیں اور افغانستان میں جنگ جیتنے کی اس کی ساری امیدیں دم توڑ چکی ہیں، اب ان کی آخری سانسیں چل رہی ہیں۔ ان حالات میں دشمن اس مقدس جہاد کو کمزور کرنے کے لئے مذاکرات اور صلح کے نام پر کوششیں کر رہا ہے لیکن ان شاء اللہ اسے کامیابی نہیں ملے گی۔ ہم دنیا بھر کے مسلمانوں خاص کر علماء کرام سے بڑے ادب واحترام کے ساتھ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ مکار دشمن کے اس چال کو سمجھیں اور اسلام اور مسلمانوں کے اس بڑے دشمن کے مذموم مقاصد واہداف کو ناکام بنائیں۔ تاکہ دشمن ذلت ورسوائی سے بھرپور شکست کے ساتھ افغانستان چھوڑ کر بھاگ جائے اور پورا خطہ اس کے شر وفساد سے مامون ومحفوظ ہو۔

سعودی عرب میں علماء کانفرنس کے حوالے سے

امارت اسلامیہ کا اعلامیہ

رپورٹیں شائع ہورہی ہیں کہ افغانستان سے متعلق عنقریب مملکت العربیہ السعودیہ کے جدہ شہر میں کوئی کانفرنس منعقد کی جارہی ہے۔ اس کانفرنس کے بارے میں امارت اسلامیہ افغانستان درج ذیل چند نکات کو قابل توجہ سمجھتی ہے۔

افغانستان میں امریکی محارب غاصبوں کے خلاف موجودہ جہاد اسلام کی نگاہ سے کفری تہاجم کے خلاف فرض عین دفاعی جہاد ہے۔ دین اسلام کے تمام اصول اور فقہی مذاہب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ محارب کافروں کی تجاوز کی صورت میں مسلمانوں پر جہاد فرض عین ہوجاتا ہے۔ یہ وہ واضح الہی حکم ہے، جس پر ہر باایمان شخص کا کامل یقین ہے۔

افغان عوام کو مملکت سعودیہ کے حکام اور علماء سے یہ امید نہیں ہے کہ وہ اسلام اور کفر کے درمیان جنگ میں امریکی غاصبوں کا ساتھ دیں۔ افغان عوام اسلامی اخوت کی وجہ سے امید کرتی ہے کہ سعودی حکومت روسی کے خلاف جہاد کے مانند اس کٹھن حالت میں بھی افغان مستضعف عوام کا ہاتھ تھام کر ان سے تعاون کریں، افغان عوام اب بھی سعودی عرب کے ان امداد کا مشکور ہے، جب روسی جارحیت کے دوران افغان مجاہد عوام کیساتھ کیا گیا تھا۔

افغانستان میں موجودہ جہاد بین الافغانی جنگ یا قتال بین المسلمین نہیں ہے۔ یہ جنگ سترہ سال قبل اس وقت شروع ہوئی تھی، جب امریکہ نے فضائی اور زمینی طاقت کو استعمال کرتے ہوئے افغانستان پر جارحیت کی اور افغان مجاہد عوام نے اس کے خلاف دفاعی جہاد شروع کیا۔ اسی دن سے افغان عوام کے خلاف اس لڑائی کے تمام منصوبہ بندی، پالیسی، اخراجات اور پیشرفت امریکہ کے ذمہ ہے، اگر بین الافغانی جنگ ہوتی، تو اس پر ڈیڑھ ٹریلین امریکی ڈالر خرچ نہیں ہوتے، اس میں ہزاروں امریکی فوجیں نہیں مارے جاتیں اور ہزاروں زخمی نہیں ہوتیں۔

فی الحال بھی اس جنگ کی نئی پالیسی امریکی صدر ٹرمپ کی جانب سے ڈیزائن اور عملی ہورہی ہے اور اس میں طول لانے کی خاطر فوجی بجٹ امریکی کانگریس کی جانب سے منظور کیا جارہا ہے۔ افغان عوام چشم دید گواہ کے طور پر مشاہدہ کررہے ہیں کہ ان کے سروں پر امریکی ہیلی کاپٹر، ڈرون اور جیٹ طیارے منڈلا رہے ہیں۔ غاصب امریکی افواج کی موجودگی افغان عوام دیکھ کررہی ہیں۔ یہ بات حقائق سے بہت بعید ہوگی، جب کسی اور ملک میں افغان مسئلے کو بین الافغانی مسئلہ متعارف کروایا جائے۔

امریکہ کے وہ حواری جو افغانستان میں غاصبوں کی حمایت کررہا ہے، جو اپنے دین، عوام، ملکی اور ملی اقتدار کے خلاف لڑرہے ہیں اور امریکہ ان کا سپورٹ کررہا ہے۔ استعمار کی جانب ان کی موجودگی جنگی ماہیت کو بدل نہیں دے سکتی، کیونکہ وہ مستقل اور خود مختار لوگ نہیں ہے، بلکہ امریکہ کی جانب سے افغانوں پر مسلط کیے جاتے ہیں، امریکی پالیسی کو اپنارہی ہے، یہ لڑائی ابتداء

ہی میں ان کے خلاف شروع ہوئی ہے، وہ مزدور ہیں، جسطرح افغان کمیونسٹوں کی موجودگی نے سوویت یونین کے زمانے میں افغان جہاد پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ واضح الٰہی ارشادات موجود ہیں، کہ اگر کوئی مسلمانوں کے خلاف کافروں کا ساتھ دیں، تو ان کے خلاف مقابلہ مقدس جہاد ہے۔

امارت اسلامیہ کوئی باغی یا دہشت گرد گروہ نہیں ہے، بلکہ امارت اسلامیہ 30 ملین عوام کے اسلامی مطالبے اور حریت پسند مزاحمت کا نام ہے۔ امارت اسلامیہ کی عوام میں گہرے جڑیں ہیں۔ اب ملک کا 70 فیصے رقبے پر مجاہدین کی حکمرانی ہے۔ افغانستان میں امارت اسلامیہ کا افغان عوام کی امنگوں کے مطابق خود مختار اسلامی نظام کا ہدف ہے، امارت اسلامیہ شریعت کی روشنی میں عالمی تعلقات، اچھے ہمسائیہ، دوستانہ تعلقات اور اقوام کی مشترکہ پرامن زندگی کا احترام رکھتی ہے اور دنیا کیساتھ مثبت تعلقات چاہتی ہے۔ یہ بہت ناانصافی اور غیر منطقی ہوگا کہ ایک مکمل ملت جو مایہ ناز تاریخ کا حامل ہے، وہ دہشت گردی اور بغاوت سے مسمی ہوجائے۔ کسی کو یہ حق نہیں ہے اور انہیں ایسا عمل نہیں کرنا چاہیے۔

مذکورہ وضاحت کی روشنی میں اگر کوئی بھی صرف امریکی صدر ٹرمپ اور اس کے حامیوں کی خوشی کی خاطر دین کے صریح احکام کو باطل اعلان کرتا ہے اور اللہ تعالی کی راہ کے مجاہد ملت کو باغی اور دہشت گرد کہتا ہے۔ یہ عمل امریکی غاصبوں کیساتھ جارحیت میں تعاون اور ضعیف مسلمانوں کی بیخ کنی ہے اور اللہ تعالی فرماتے ہیں:

وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُونَ (۱۱۳) هود

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من مشى مع ظالم ليقويه وهو يعلم أنه ظالم، فقد خرج من الإسلام. رواه البيهقي

افغان عوام کو مملکت سعودیہ کے حکام اور علماء سے یہ امید نہیں ہے کہ وہ اسلام اور کفر کے درمیان جنگ میں امریکی غاصبوں کا ساتھ دیں۔ افغان عوام اسلامی اخوت کی وجہ سے امید کرتی ہے کہ سعودی حکومت روسی کے خلاف جہاد کے مانند اس کٹھن حالت میں بھی افغان مستضعف عوام کا ہاتھ تھام کر ان سے تعاون کریں، افغان عوام اب بھی سعودی عرب کے ان امداد کا مشکور ہے، جب روسی جارحیت کے دوران افغان مجاہد عوام کیساتھ کیا گیا تھا۔

جس طرح اسلامی کانفرنس نے کمیونزم کے خلاف جہاد میں افغان عوام کی حمایت کی اور افغان عوام تاحال اس کے احسان کا مشکور ہے۔ موجودہ المیہ بھی میں اس کمیونٹی کو افغان عوام کے شانہ بشانہ کھڑا ہونا چاہیے اور افغان عوام کے برحق مزاحمت کی حمایت کریں۔

آخر میں مسلمان عوام اور مجاہدین کو تسلی دیتے ہیں کہ ہمیں اپنے ناصر اور قادر رب تعالی پر یقین ہے، جس طرح اللہ تعالی نے ہمارے جہاد کو انگریز اور کمیونزم کے خلاف کامیاب کیا اور اس وقت کی سپر طاقتیں صفر ہوئیں، ان کی تمام سازشیں ناکارہ ہوئیں، اسی طرح امریکی قیادت میں استعمار بھی ناکام اور ذلیل ہوکر رہیگا، ان کی سازشیں ہماری مشروع مزاحمت پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالے گی اور ان کے خلاف افغان عوام کا موجودہ جہاد کامیابی کی ساحل کی جانب بہت سرخروئی سے پہنچ جائیگا۔ ان شاءاللہ تعالی وماذالک علی اللہ بعزیز

امارت اسلامیہ افغانستان

۱۴۳۹/۱۰/۲۵ھ۔ ق

۱۳۹۷/۴/۱۸ھ۔ ش – 9/7/2018م

موسی فرہاد

امیر المؤمنین اختر منصور، ایک تاریخی کردار

عربی کی ایک کہاوت ہے: 'مرأة الانسان عمله ، لا كلامه ـ و مقياس عقله ، فعله!' انسان کے کردار کا آئینہ اس کا عمل ہوتا ہے نہ کہ اس کی باتیں۔ اس کے عقل کا اندازہ اس کے افعال سے ہوتا ہے، باتوں سے نہیں۔

اسے پیش نظر رکھتے ہوئے بغور جائزہ لیا جائے تو بہت کم لوگ ایسے ملیں گے، جو اس معیار پر پورے اترتے ہوں۔ ان میں یہ خصوصیات پائی جاتی ہوں۔ سچی بات ہے کہ ایسے لوگ ہی کامیاب شمار کیے جاتے ہیں۔ میرا خیال ہے امیر المؤمنین شہید منصور رحمہ اللہ اس اصول کی زندہ مثال تھے۔ جن کا کردار کلام سے زیادہ اونچا اور بلند تھا۔ انہیں جس نے بھی دیکھا ہے، کم گو، مثبت اور کام میں مصروف شخصیت پایا ہے۔ اختر منصور شہید وہ شخص ہیں، جو امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے بعد ہماری موجودہ تاریخ کا ایک عظیم باب تشکیل دیتے ہیں۔ انہیں انتہائی شدید حالات میں جہادی صف سنبھالنے کی ذمہ داریاں دی گئیں۔ ان سے قبل امیر المؤمنین ملا محمد عمر مجاہد کے دو جانشین پے در پے قید ہوگئے تھے۔ پھر ان میں سے ایک قید کے دوران ہی شہید کر دیے گئے۔ امارت اسلامیہ کی تمام تر ذمہ داریاں امیر المؤمنین کی جانب سے ان کو سونپ دی گئیں۔ حالانکہ اس وقت تک افغانستان میں بیرونی قوتوں کی عسکری طاقت عروج تک پہنچ گئی تھی۔ افغانستان بھر میں ایک لاکھ سے زیادہ فوجی تعینات کر دیے گئے تھے۔

مجاہدین عسکری، مالی، سیاسی اور معاشرتی حوالے سے ایک ہنگامی صورت حال سے دوچار تھے۔ البتہ منصور صاحب نے انتہائی تحمل، تدبر اور سنجیدگی سے ان تمام حالات کا ایسا مقابلہ کیا کہ جہادی صف ماضی کی نسبت بہت زیادہ مضبوط اور تکنیکی انداز میں منظم ہوگئی۔ بہت سی ایسی سرگرمیاں سامنے لائی گئیں، جن کے اثرات صرف امارت اسلامیہ ہی نہیں، بلکہ افغان عوام پر بھی ہمیشہ باقی رہیں گے۔ جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے کہ وہ باتوں کے بجائے کام کو ترجیح دیتے تھے۔ قیادت کے تمام دورانیے میں ان کی باتیں اور تقریریں اتنی ہیں کہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ البتہ عمل کے میدان میں انہوں نے وہ کچھ کر دکھایا کہ آج کے دور میں بہت سے جمہوری حکمران کئی سالوں میں بھی ایسا کچھ نہیں کر پائیں گے۔

مثال کے طور پر منصور صاحب کا پہلا کارنامہ یہ تھا کہ جہادی صف کو پورے افغانستان کی سطح پر ایسے قانونی کے دائرے میں منظم کیا کہ قیادت سے لے کر ایک چھوٹے سے یونٹ تک سب ایک زنجیر میں پرو دیے گئے۔ منظم عسکری تشکیلات کے ساتھ ساتھ ایسی انتظامی اکائیاں کمیشنوں اور کمیٹیوں کی شکل میں قائم کیں کہ ہر ایک باقاعدہ وزارت کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ سب اکائیاں اپنی ذمہ داریوں کے اعتبار سے اپنی حدود میں بااختیار ہیں۔ اس طرح ایک جہادی صف خود بخود ایک تحریک سے بڑھ کر ایک منظم اور متوازی حکومت کی شکل اختیار کر گئی، جس کے اثرات عوام کی زندگیوں پر بھی نظر آئے۔ اس سے قبل اگرچہ مجاہدین ایک منظم صف کی صورت جہاد کر رہے تھے، مگر دشمن کے خلاف ان کی کارروائیاں آزادانہ نہیں تھیں۔ چوں کہ ان کی کارروائیاں صرف عسکری اور گوریلا تھیں، اس لیے فطری طور پر اس سے نظم وضبط متاثر ہو رہا تھا۔ جس سے عوام کو مسائل اور مشکلات کا سامنا تھا۔

منصور شہید رحمہ اللہ نے ایک لائحہ عمل کی شکل میں دستور تشکیل دے کر اس کو عملاً نافذ کیا۔ اس طرح عسکری صفوں کو پہلے زون، پھر محاذ، پھر قطعہ، پھر حلقہ اور پھر چھوٹے بڑے گروپوں کی صورت میں تشکیلات دے کر از سر نو منظم کیا۔ اس کے بعد دیگر انتظامی اکائیاں کمیشنوں کی شکل میں قائم کیں۔ جیسے عدالتی کمیشن، سیاسی کمیشن، اقتصادی کمیشن، ثقافتی کمیشن، دعوت و ارشاد کمیشن وغیرہ۔ افغانستان کے تمام صوبوں اور اضلاع کے لیے عسکری ذمہ داران کے ساتھ ساتھ عوامی ذمہ داران کا بھی تعین کیا۔ اور یہ سلسلہ آج تک ایک منظم حکومت کی صورت آگے بڑھ رہا ہے۔

آج ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ اکثر اوقات مغربی مطبوعاتی ادارے اور کابل انتظامیہ میں کچھ حلقے اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں کہ اسی فیصد عوام اپنے تمام تر مسائل اور حقوق کے لیے کابل کی کرپٹ انتظامیہ کے بجائے امارت اسلامیہ کی عدالتوں میں لے کر آ رہے ہیں۔ کیوں کہ عوام کو امارت اسلامیہ ہی کے عدالتی نظام ہی سے انصاف اور مسائل کے حل کی توقع ہے۔ جب امارت اسلامیہ کی جہادی صف ایک منظم لڑی میں پرو دی گئی تو اس کے اثرات مجاہدین کی کامیابیوں اور عام لوگوں کی زندگی پر نظر آئے۔ یہی وجہ ہے آج علاقائی اور عالمی سطح پر امارت اسلامیہ کو ایک آزاد و خود مختار، منظم، باصلاحیت اور افغانستان کے نمائندہ نظام کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔ یہ سب کچھ منصور شہید رحمہ اللہ کے روشن کردار اور طرز عمل کا نتیجہ ہے۔ جس کی وجہ سے آج امارت اسلامیہ اور عوام کامیابی کی منزل تک پہنچے ہوئے نظر آتے ہیں۔ فللہ الحمد

شہید زوئی

حالیہ اسرائیلی وحشت اور اسلامی کانفرنس کا ہنگامی اجلاس

رواں سال 14 مئی 2018 کو ہزاروں فلسطینی نوجوان، خواتین، بچے اور بوڑھے ظلم و جبر کے اس بڑے اور مضبوط کنکریٹ کی دیوار کے پاس جمع ہو گئے تھے جو غاصب اسرائیلی حکومت نے اپنے قبضے کو برقرار رکھنے اور فلسطینی مسلمانوں کے نقل و حرکت کی نگرانی کے غیر قانونی طور پر کھڑی کی تھی۔

یہ فلسطینی مسلمان امریکی سفارت خانے کی تل ابیب سے بیت المقدس منتقلی کے خلاف احتجاج کرنے کے لیے جمع ہو گئے تھے۔ یہ عین وہی وقت تھا جب امریکی صدر ٹرمپ کی بیٹی اور یہودی داماد اسرائیلی حکام کے ساتھ بیت المقدس میں امریکا کے نئے سفارت خانے کی افتتاحی تقریب میں قہقہے لگا رہے تھے۔ مسکراہٹوں کے تبادلے کیے جا رہے تھے۔ ایسے جوش و خروش سے خوشی کا اظہار کیا جا رہا تھا کہ گویا آج ہی کسی دشمن ملک پر فتح پائی ہو۔ یہاں امریکیوں اور اسرائیلیوں کا مشترکہ جشن جاری تھا اور وہاں غزہ اور اسرائیل کے درمیان کھڑی دیوار کے پاس جمع ہونے والے مسلمانوں پر اسرائیل کی وحشیانہ فوج کے گولہ بارود کی بارش کر دی تھی۔ اسرائیل کی نشانہ باز فوج ایک نوجوان، ایک خاتون، ایک بوڑھے اور ایک بچے کا نشانہ باندھ رہی تھی۔

وہاں نئے امریکی سفارت خانے میں خوشی کا جشن ختم ہونے کو تھا، ایک دوسرے کو مبارک باد دی جا رہی تھی، تالیاں بجائی جا رہی تھیں اور یہاں اسرائیلی فوج کے چند لمحوں کی بمباری میں 61 نہتے فلسطینی شہید اور 2700 افراد زخمی ہو گئے۔

اسرائیلی فوج کی اس ننگی وحشت کو پوری دنیا نے دیکھا اور اسے وحشت اور ظلم قرار دیا مگر امریکا اور اسرائیل پوری دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔ اب بھی یہی کہا جا رہا ہے کہ یہ سب کچھ اسرائیلی فوج نے اپنے دفاع کے لیے کیا۔

کوئی بھی نہیں جو امریکا اور اسرائیل سے پوچھے کہ اسرائیل پر کس عسکری قوت نے حملہ کیا تھا؟ مظاہرین کیا ٹینک اور دیگر وسائل سے مسلح ہو کر آئے تھے؟ اسرائیلی فوجیوں پر انہوں نے ایک بھی گولی چلائی تھی؟

اگر ایسا کچھ بھی نہیں تھا تو پھر کیسا دفاع ہے؟

یہ تو دلچسپ قسم کا دفاع ہے!؟ اسرائیلی فوج پر ایک بھی گولی فائر نہیں ہوئی مگر انہوں نے ہزاروں گولیاں چلا دیں اور ہزاروں عام نہتے شہریوں کو نشانہ بنا دیا۔ پھر بھی اسے اپنا دفاع ہی کہا جا رہا ہے۔

فلسطین میں غاصب اسرائیلی حکومت کی پالیسی بہت سادہ اور واضح ہے۔ یعنی فلسطینی مسلمانوں کو اپنے گھروں اور زمینوں سے بے دخل کرنا اور ان پر قبضہ کرنا۔ اپنا قبضہ جاری رکھنا اور اپنی مقبوضہ زمینوں پر بڑے مضبوط دیواروں کے حصار قائم کرنا۔ جب فلسطینی اس قبضے کے خاتمے کا مطالبہ کرتے ہیں، اپنی زمینوں میں لوٹ جانے کی بات کرتے ہیں اور ظلم و جبر کی بنیادوں پر قائم دیوار کے خاتمے کا مطالبہ کرتے ہیں تو ان پر زمینی اور فضائی حملے کر کے بڑی تعداد میں انتہائی بے دردی اور وحشت سے مارا جاتا ہے۔ اس اپنا دفاع کہا جاتا ہے اور اسے امریکی تائید بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ ٹرمپ امریکی تاریخ میں سب سے زیادہ اسرائیل دوست، ہمدرد اور اس کی ہر وحشت کو تائید دینے والا صدر ہے۔ ٹرمپ اسرائیل کی ہر وحشت کو نظر انداز کرتا ہے۔ سابقہ امریکی صدر اسرائیل کے مظالم کی کم از کم لفظوں میں مذمت کرتا تھا۔ ٹرمپ یہ بھی نہیں کرتا۔ کیوں کہ ٹرمپ کی پالیسی مشرق وسطی میں بڑی جنگوں کے لیے راہ ہموار کرنا اور اس خطے کو بڑی تباہی سے دوچار کرنا ہے۔

آزادی کا مطالبہ اب فلسطینی مسلمانوں کا بڑا جرم بن گیا ہے۔ اسرائیل اور امریکا چاہتے ہیں کہ فلسطینی عوام اس آزاد فلسطینی حکومت کے مطالبے سے دستبردار ہو جائیں جس کا اسرائیلی حکومت کے قیام کے اعلان کے وقت ان سے وعدہ کیا گیا تھا۔

امریکی سفارت خانے کی بیت المقدس منتقلی اس بات کا واضح پیغام ہے کہ دو آزاد مملکتوں کے قیام کی بات اب پرانی ہو چکی ہے۔ جس سے اب امریکا منحرف ہو چکا ہے۔ اب صرف ایک اسرائیلی حکومت ہو گی فلسطینی اس کے شہری ہوں گے اور وہ بھی تیسرے درجے کے شہری۔ اس منتقلی کے لیے 14 مئی کی تاریخ کے تعین کے پیچھے بھی یہی ہدف تھا اس کے اگلے روز یوم نکبہ تھا۔

وہ امریکا جو پوری دنیا میں انسانی حقوق کے بڑے بڑے دعوے کرتا ہے۔ 14 مئی کو اس نے مظلوم فلسطینیوں کی لاشوں اپنا سفارت خانہ قائم کر کے پوری دنیا کو واضح کر دیا کہ کمزور قوموں کی لاشیں کوئی حیثیت نہیں رکھتیں اور اس حوالے سے ان کے کیے گئے دعوے اور تمام باتیں نفاق اور دھوکہ کے سوا کچھ نہیں تھیں۔

محترم قارئین کے علم میں ہو گا کہ مظلوم فلسطینی مسلمانوں پر اپنی 70 سالہ تاریخ میں بڑے بڑے مظالم کے واقعات گذر چکے ہوں گے۔ مگر فلسطینی جس دن کو یوم نکبہ کہتے ہیں اور یوم نکبۃ کے نام سے مناتے ہیں یہ 15 مئی ہے۔ یہ دن فلسطینی کی موجودہ اور آئندہ نسلوں کے لیے کبھی بھی بھولنے والا نہیں۔ کیوں کہ 1948ء کو اسی دن اسرائیل کے نام سے غاصب اور غیر قانونی وحشی حکومت فلسطینی مسلمانوں سے مقبوضہ زمین پر قائم کر دی گئی تھی۔ اسی دن 8 لاکھ فلسطینی مسلمان اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ جو طویل عرصے کی دربدری کے بعد فلسطین کے پڑوسی ممالک مصر، اردن، شام اور لبنان کو ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے۔ 70 سال بعد آج تک فلسطینیوں اور ان کی تیسری نسل ان ممالک میں مہاجر کیمپوں میں غربت، مشقت اور تکالیف سے بھرے ہجرت کے شب و روز بسر کر رہے ہیں۔

یہ دن فلسطین کی تاریخ میں یوم نکبہ یعنی فلسطینی تاریخ کی بڑی تباہی اور بربادی کا سیاہ دن سمجھا جاتا ہے۔ ایک جانب اس سرزمین پر صہیونیوں کا تسلط قائم ہو گیا تھا اور دوسری جانب اتنی بڑی تعداد میں فلسطینی اپنے گھروں سے نکالے گئے۔

فلسطینی مسلمان ہر سال بڑے بڑے مظاہر کر کے یہ دن یوم سیاہ کے طور پر مناتے ہیں تاکہ اپنے حقوق کے حصول کے لیے عالمی برادری کی توجہ اپنی جانب مبذول کرالیں اور ان کی اپنے گھروں میں واپسی کا راستہ ہموار ہو جائے۔

گذشتہ سالوں کی طرح اس سال 2018 میں بھی فلسطینی مسلمان یوم نکبۃ منا رہے تھے۔ فلسطینی مسلمانوں کی اپنی سرزمین واپسی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ اور اس بار جب جارحیت کے 70 سال پورے ہو رہے تھے تو عالمی دنیا کے جذبات بیدار کرنے کے لیے یہ احتجاج بہت بڑا تاریخی تھا۔

غاصب اسرائیلی حکومت کی جانب سے غزہ اور مغربی کنارتے کے درمیان کھڑی کی گئی جبر کی دیوار کے پاس گذشتہ 7 ہفتوں سے غزہ کے مسلمان جمع ہیں اور ان سب کا ایک ہی نعرہ ہے فلسطین واپس! اور القدس واپس!

مگر اس مطالبے اور نعرے کے جواب میں 30 مارچ کو اسرائیلی فوجیوں نے انہیں فلسطینی مظاہرین پر بے رحمانہ فائرنگ کر دی۔ ان مظاہرین پر ہونے والی فائرنگ کے بعد یہ امید ظاہر کی جا رہی تھی کہ عالمی برادری اسرائیلی وحشت کے خلاف رد عمل ظاہر کرے گی۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ دنیا اس ساری حالت کا تماشہ دیکھتی رہی اور وحشی اسرائیلی فوج نے 7 ہفتوں مین 70 سے زیادہ فلسطینی شہید اور 7 ہزار سے زیادہ زخمی کر دیے۔

مگر 14 مئی کو امریکی سرپرستی میں ہونے والی وحشی اسرائیلی فوجیوں کی وحشت بہت بڑی تھی۔ اس دن امریکا نے اپنا سفارت خانہ تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کر لیا اور تمام عالمی قوانین اور اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہوئے القدس کو اسرائیلی دارالحکومت تسلیم کرنے کا عملی طور پر اعلان کیا۔ جس کی مخالفت اور روک تھام کے لیے بڑی تعداد میں فلسطینی مسلمان دیوار جبر کے پاس جمع ہو گئے اور اس ناروا عمل کے خلاف نعرے لگائے۔ جس پر اسرائیلی وحشی فوجیوں نے فائرنگ کر دی اور مذکورہ قتل عام کا واقعہ ہو گیا۔

اسرائیل کو غزہ میں کسی مسلح تحریک کا سامنا نہیں ہے۔ صرف اور صرف 1948 میں اپنے گھروں سے نکالے گئے 8 لاکھ فلسطینیوں کی واپسی اور غزہ کی 12 سالہ محاصرے کے خاتمے کا مطالبہ کیا ہے۔ اس مطالبے کے لیے جمع ہونے والے افراد سب نہتے ہیں اور پتھروں کے علاوہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

غزہ کی طوالت 40 کلومیٹر ہے اور 6 سے 12 کلومیٹر تک عرض رکھتا ہے۔ گذشتہ 12 سالوں سے اسرائیل کی جانب سے محاصرے میں ہے۔ فضائی، زمینی اور سمندری تمام راستے بند ہیں۔ غزہ کے یہ مسلمان یہ جانتے ہیں کہ اس کا مقابلہ دنیا کی ایسی بے رحم غاصب حکومت سے ہے جس کے پاس دنیا کا جدید ترین اسلحہ ہے اور پورا مغرب اس کے پشت پر کھڑا ہے۔ فلسطینی مسلمان خالی ہاتھوں سے اس بڑی طاقت کا مقابلہ کرتے ہیں اور انسانی احساس، ہمت اور جرات کی بے مثال تاریخ رقم کر رہے ہیں۔ حد سے زیادہ تکالیف بھرے حالات میں زندگی گذار رہے ہیں۔

وحشی اسرائیلی فوجیوں کی گولیوں کا مقابلہ اپنے بلند عزم، انقلابی جذبے اور بلند ہمت سے کرتے ہیں۔ ہر دن اپنے شہید بھائیوں کو دفن کر کے واپس سرحد پر جمع ہو جاتے ہیں۔ اسرائیلی قبضے، سفاکیت اور جارحیت کے خلاف احتجاج کو جاری رکھتے ہیں۔ یہ لوگ ہر روز اس عزم اور ارادے سے احتجاج کے لیے نکلتے ہیں کہ کسی دن تو غفلت میں ڈوبا عالمی ضمیر بیدار ہوگا اور اسرائیل کی وحشت نظر آئے گی۔

اگرچہ اقوام متحدہ نے حالیہ وحشت کے خلاف کچھ حرکت دکھائی ہے اور سلامتی کونسل کے 14 ارکان نے قرارداد پر دستخط کر دیے ہیں مگر امریکا نے اس قرارداد کو انتہائی غرور سے پاؤں تلے روند ڈالا اور اس ادارے کی سخت توہین کر دی۔

گذشتہ سال اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی گئی تھی۔ 193 ممالک میں سے 128 ممالک نے اس فیصلے کی تردید کر دی اور بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت کے طور پر تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ برطانیہ، فرانس اور جرمنی جیسے امریکا کے اہم اتحادی بھی ان 128 ممالک میں شامل ہیں۔ مگر امریکا نے ان عالمی طاقتوں کی مخالفت کی کوئی پروا نہیں کی۔ اس ادارے کی واضح اکثریت کی جانب سے تصویب شدہ فیصلے کو دیوار پر دے مارا اور بہت غرور سے 14 مئی کو بیت المقدس میں ایسے حالات میں اپنا سفارت خانہ کھولا جب وحشی اسرائیلی فوجی فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کر رہے تھے۔

سچی بات یہ ہے کہ امریکا نے اس اقدام سے پوری اسلامی دنیا کے خلاف اپنی دشمنی واضح اور ظاہر کر دی اور پوری اسلامی دنیا کو اپنا دشمن بنا دیا اور تاریخ کا ایک نیا سیاہ باب کھول دیا۔

محترم قارئین کے علم میں ہوگا کہ القدس یا بیت المقدس مشرقی اور مغربی دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مغربی حصہ پر اسرائیل نے 1948 میں جنگ کے دوران جبکہ مشرقی حصہ پر 1967 میں عرب اسرائیل جنگ کے دوران قبضہ کیا تھا۔

1980 میں اسرائیل نے پورے بیت المقدس کو اپنے دارالحکومت کے طور پر اعلان کیا مگر امریکا سمیت پوری دنیا نے اسرائیل کے اس فیصلے کی مخالفت کی۔ ٹرمپ کے آنے تک امریکا کا ہر صدر مخالفت کے اسی فیصلے پر قائم رہا۔

سچی بات یہ ہے فلسطینی مسلمانوں نے خالی ہاتھوں سے بیت المقدس کی آزادی کے لیے بہت طویل جنگ لڑی۔ القدس ہمیشہ فلسطین میں اٹھنے والی انقلابی تحریکوں اور ہر انتفاضے کا عنوان بن چکا ہے مگر صہیونزم کے لیے حد سے زیادہ وفادار امریکا کے حالیہ صدر ٹرمپ جس نے 6 دسمبر کو بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت کے طور پر تسلیم کر لیا۔ تو مظلوم فلسطینیوں نے انتہائی جذباتی انداز میں انتفاضہ کی نئی تحریک شروع کر دی۔ اب تک اس تحریک میں 140 فلسطینی مسلمانوں نے اپنے جانوں کی قربانیاں دی ہیں اور ہزاروں زخمی ہوگئے۔ مگر جب اسلامی دنیا خصوصا اسلامی کانفرنس کے نام سے اسلامی دنیا کی مشترکہ تنظیم نے اس حوالہ سے مناسب ردعمل ظاہر نہیں کیا تو بات یہاں تک پہنچی کہ امریکا نے بیت المقدس میں اپنا سفارت خانہ کھول دیا۔

اسلامی ممالک کی مشترکہ تنظیم اسلامی کانفرنس کی بنیاد 21 اگست 1969 کو اس وقت رکھی گئی جب یہودیوں نے مسجد اقصی کو آگ لگانے کی کوشش کی۔ جس کی وجہ سے مسجد کو بہت نقصان ہوا۔ آغاز میں یہ 24 ممالک کی مشترکہ تنظیم تھی۔ آہستہ آہستہ اس کے ارکان کی تعداد بڑھنے لگی۔ اب تمام 57 اسلامی ممالک اس کے ارکان ہیں۔ ویسے تو اس تنظیم کی بنیاد رکھے جانے کے مقاصد زیادہ تھے مگر چونکہ اس کے قیام کا سب اہم مقصد مسجد اقصی اور بیت المقدس کا دفاع اور مسئلہ فلسطین کا حل ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لیے بہت سی سربراہی کانفرنسوں کا انعقاد بھی کیا گیا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اقوام متحدہ کے اس ادارے کی طرح یہ تنظیم بھی فلسطین کے مسئلے کے حل اور فلسطینی مسلمانوں کے حقوق کی حصولی میں ناکام ہے۔

گذشتہ سال 13 دسمبر 2017 کو ترک صدر طیب اردوان نے جو ابھی اسلامی کانفرنس کے سربراہ بھی ہیں، اسی مقصد کے لیے انہوں نے ترکی میں اس تنظیم کا اجلاس بھی بلایا۔ جب صدر ٹرمپ نے تل ابیب سے اپنا سفارت خانہ بیت المقدس منتقل کرنے کا اعلان کیا تھا۔ حال ہی میں 14 مئی کو اس اعلان پر عمل درآمد کر کے بھی دکھا دیا۔ طیب اردوان کی جانب سے اسلامی کانفرنس کی چھتری تلے اسلامی ممالک کے سربراہوں کا اجلاس بلایا جانا بہت بجا اقدام تھا مگر اس اجلاس نے جو فیصلہ کیا وہ انتہائی مایوس کن تھا۔

اجلاس کا مقصد امریکا کے مقابلے میں بیت المقدس کی اصل حیثیت سامنے لانا تھا۔ اور اس حیثیت کا تحفظ کرنا تھا مگر وہاں جو فیصلے سامنے آئے تو ان میں یہ تھا کہ مشرقی بیت المقدس فلسطین کا دائمی دارالحکومت ہے۔

حالانکہ صرف مشرقی بیت المقدس نہیں تاریخی لحاظ سے پورا بیت المقدس فلسطین کا دارالحکومت رہا ہے۔ فلسطینیوں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کا مطالبہ بھی یہی ہے۔ اسی کے لیے ہی گذشتہ 7 عشروں سے مظلوم فلسطینیوں کی جنگ جاری ہے۔

1948 میں جب غاصب اسرائیلی حکومت نے بیت المقدس پر قبضہ کیا اور اب تک ان کا قبضہ برقرار ہے۔ اس فیصلے سے ایک جانب ان کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا اور دوسری جانب قبلہ اول کے تشخص کے حوالے سے فلسطینیوں اور پوری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات مجروح کیے گئے۔

اسلامی کانفرنس اتنی بڑی غلطی نہ کرتا اور یہ کہتا کہ بیت المقدس فلسطین کا ابدی قبلہ ہے تو شاید آج امریکا اپنا سفارت خانہ بیت المقدس منتقلی کی جرات نہ کرتا۔

یاد رہے کہ کانفرنس کے کچھ اراکین نے اس فیصلے کی مخالفت کی تھی مگر چونکہ اکثریت دوسری جانب تھی اس لیے اس مخالفت کا کوئی فائدہ نہیں رہا۔

14 مئی کے قتل عام کے خلاف ایک بار پھر اس کانفرنس کے سربراہ طیب اردوان نے اسلامی ممالک کے سربراہان کا اجلاس بلایا۔ اجلاس میں کل 57 میں سے محض 18 ممالک کے سربراہان نے شرکت کی باقی تمام ممالک نے اپنے نمائندے بھیجے تھے۔ اسلامی کانفرنس کے اس اجلاس کو دیکھا جائے تو یہ بھی بے فائدہ ہی نظر آتا ہے۔ کیوں کہ اجلاس میں ایسا کچھ نظر نہیں آتا جو امریکا کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ اپنا سفارت خانہ واپس بیت المقدس سے نکال لے۔ فلسطینی مسلمان بھی اب جانتے ہوں گے کہ اسلامی کانفرنس سے اب مزید اپنی امیدیں وابستہ نہیں رکھنی چاہییں۔ اسی لیے تو کانفرنس کے دوران انہوں نے کسی قسم کی توقعات ظاہر نہیں کیں۔

اس اجلاس میں محض امریکا کی مذمت کی گئی۔ سربراہان میں سے کسی نے امریکا سے اپنے سفارتی تعلقات ختم کرنے کی بات نہیں کی۔ اور نہ یہ کہا کہ وہ اپنے ممالک میں امریکی سفارت خانہ اس وقت تک بند رکھیں گے جب تک وہ بیت المقدس سے اپنا سفارت خانہ نکال کر تل ابیب واپس منتقل نہیں کر لیتے۔

طیب اردوان نے اسرائیلی حکومت کو مسلمانوں کا قتل عام کرنے پر دہشت گرد حکومت کا لقب دیا مگر یہ نہیں کہا کہ یہ ایک غاصب، جعلی اور غیر قانونی حکومت ہے۔ ترکی نے چند روز قبل فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام پر اپنا سفیر اسرائیل سے واپس بلایا اور اسرائیلی سفیر کو ملک بدر کر دیا۔ اب اس اجلاس میں یہ توقع کی جارہی تھی کہ ترکی جرات سے کام لے گا۔ ہمیشہ کے لیے اسرائیلی سفارت خانہ بند کر کے اس کی عمارت گرادیں گے اور یا اس پر فلسطینی پرچم لہرادیں گے۔ اسے فلسطین کا دائمی سفارت خانہ بنادیں گے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیوں؟ اس لیے کہ ترکی نے اسرائیل کو باقاعدہ تسلیم کیا ہے۔ دونوں کے درمیان سالانہ اربوں ڈالر کی تجارتی لین دین ہوتی ہے۔ غاصب اسرائیل کے گیس کا ایک بڑا خریدار خود ترکی ہے۔

اگر اسلامی دنیا عملی طور پر فلسطینی مسلمانوں کی پشت پناہی کے لیے کھڑی نہیں ہو جاتی اور بات امریکا اور اسرائیل کی زبانی کلامی مذمت اور فلسطینیوں کی حمایت تک محدود ہو جاتی ہے تو بہت مشکل ہوگا کہ قبلہ اول آزاد ہو کر ہمارے پاس آجائے

مگر امریکا اور اسرائیل کو یہ سمجھ لینی چاہیے کہ ان کے ایسے اقدامات بہت نقصان دہ ہیں۔ ان کا قبضہ کسی صورت بھی دائمی نہیں رہے گا۔

تاریخ کے دورانیے میں بیت المقدس پر 44 بار قبضہ کیا گیا اور پھر آزاد ہو گیا۔ ہر بار جارحیت پسندوں کو شرمناک شکست کا سامنا ہوا ہے۔ آخری فتح اس خطے کے اصل وارثوں یعنی فلسطینی مسلمانوں کے حصہ میں آئی ہے۔

اب بھی فلسطینی شہری بلند عزم اور بہت جرآت سے بیت المقدس کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں۔ وہ کسی صورت بھی بیت المقدس کی آزادی سے دستبردار نہیں ہوں گے۔ ان کے اتنے بڑے عزائم کے مقابلے میں امریکا کبھی بھی ڈٹ نہیں سکے گا۔ وہ دن ضرور آنے والا ہے۔ جب امریکا بہت ذلت سے ایک جانب بیت المقدس سے نکلے گا۔ پھر ساری زندگی وہ القدس کا نام نہیں لے گا۔ بیت المقدس ہمیشہ کے لیے آزاد فلسطین کا دارالحکومت بن جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالی

آپریشن الخندق کے ایک ماہی نتائج

سیف العادل احرار

امارت اسلامیہ نے ہر سال کی طرح رواں سال بھی موسم بہار کی آمد پر 25 اپریل کو قابض اور کٹھ پتلی دشمن کے خلاف الخندق آپریشن کا اعلان کیا۔ مجاہدین نے اللہ اکبر کے نعروں کی گونج میں دشمن کے مضبوط ٹھکانوں، اضلاع، فوجی اڈوں اور چوکیوں پر حملوں کا آغاز کیا۔ 25 اپریل سے 25 مئی تک اللہ کی مدد سے صوبہ فراہ کے علاوہ 12 اضلاع اور سیکڑوں فوجی اڈے اور چوکیاں فتح کیں۔ سیکڑوں اہل کاروں کو موت کے گھاٹ اتارا اور اربوں مالیت کے ہتھیار، فوجی گاڑیاں اور ٹینک تباہ اور قبضے میں کیے۔

ایک ماہ میں حاصل اہم فتوحات کی مختصر تفصیل پیش خدمت ہے:

مجاہدین نے 25 اپریل کو الخندق آپریشن کے تحت صوبہ پروان کے ضلع شینواری میں کابل - بامیان مرکزی شاہراہ بلاک کرکے دشمن کی آمد ورفت کا سلسلہ بند کردیا۔ صوبہ بغلان کے دارالحکومت پل خمری کے مقام پر کابل - مزار شریف مرکزی شاہراہ بھی بند کردی گئی۔ اسی طرح بغلان کے ضلع خنجان کے مقام پر بھی کابل - بغلان مرکزی شاہراہ بند کرکے دشمن کے ٹھکانوں پر حملے کیے گئے۔ صوبہ پکتیا کے ضلع زرمت میں مرکزی شاہراہ بند کرکے چوکیوں کو نشانہ بنایا گیا۔ صوبہ لوگر کے تمام اضلاع پر مجاہدین نے بیک وقت نعرہ تکبیر کے ساتھ حملے کیے اور اہم فتوحات حاصل کیں۔ صوبہ ننگرہار کے ضلع لعل پوری پر حملہ کرکے 5 اہل کار ہلاک کردیے گئے۔ صوبہ نورستان کے ضلع کامدیش پر حملہ کرکے متعدد چوکیاں فتح کی گئیں۔ صوبہ بدخشان کے ضلع بہارک اور راغستان میں تین چوکیاں فتح، جب کہ 9 اہل کار ہلاک ہوئے۔

26 اپریل کو صوبہ بلخ کے ضلع چاربولدک میں 2 کمانڈروں سمیت 30 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ صوبہ خوست کے ضلع صبری میں انٹیلی جنس کے دفتر، فوجی چھاؤنی اور کمپاؤنڈ پر حملوں میں درجنوں اہل کار ہلاک ہوئے۔ بغلان کے ضلع پل خمری میں بڑے علاقے پر مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کیا اور کمانڈر محب اللہ سمیت متعدد اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ فاریاب کے ضلع المار میں تین چوکیاں فتح، 9 اہل کار قتل، 15 زخمی، جب کہ 5 ٹینک بھی تباہ ہوئے۔ بادغیس کے ضلع سنگ آتش میں قومی شاہراہ بند کردی گئی۔

27 اپریل کو صوبہ تخار کے ضلع ینگی قلعہ میں جنگی کا علاقہ فتح ہوا۔ پانچ بڑے دیہات سمیت 8 چوکیوں پر مجاہدین کا کنٹرول قائم ہوا۔ صوبہ فاریاب کے ضلع المار میں دو فوجی اڈوں اور 9 چوکیوں سمیت پورا علاقہ مجاہدین کے زیر کنٹرول آگیا۔ یہ علاقہ تقریبا 3 ہزار 500 گھرانوں پر مشتمل ہے۔ اس علاقے کی فتح کے دوران دو فوجی گاڑیوں سمیت بڑے پیمانے پر ہتھیاروں بھی مجاہدین کو مال غنیمت میں ملے ہیں۔ بغلان کے دارالحکومت پل خمری میں فوجی مرکز فتح، جب کہ اس میں پانچ اہل کار ہلاک ہوگئے۔ صوبہ بادغیس کے ضلع جوند کے علاقے اندرمین میں واقع فوجی اڈے سے 45 اہل کار فرار ہوگئے۔

28 اپریل کو ہلمند کے ضلع نادعلی میں فوجی اڈے پر فدائی حملے میں درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ قندوز کے ضلع قلعہ زال کو مجاہدین نے فتح کیا۔ جب کہ اس ضلع کے بڑے شہر آختیپہ پر بھی مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کرلیا ہے۔ صوبہ بدخشان کے ضلع تیشکان پر مجاہدین نے حملہ کیا اور دشت لرنیگ میں فوجی اڈے سمیت 9 چوکیاں فتح کرکے 28 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک کردیے۔ بھاری مقدار میں ہتھیار بھی ضبط کیے گئے۔ صوبہ تخار کے ضلع خواجہ غار میں گورتیپہ کا علاقہ فتح ہوا۔ ننگرہار کے ضلع گوشتی میں ایک چوکی فتح اور اس میں 7 اہل کار ہلاک ہوئے۔ بغلان کے ضلع پلخمری میں ڈنڈ شہاب الدین کا اہم علاقہ دشمن کے قبضے سے آزاد ہوا۔ اس علاقے میں دشمن کے بڑے فوجی اڈے اور چوکیاں فتح ہوئیں۔ غزنی کے ضلع قرہ باغ میں تین اور تخار کے ضلع خواجہ غار میں متعدد چوکیوں سمیت پورا علاقہ فتح ہوا۔ جب کہ 16 اہل کار ہلاک اور زخمی بھی ہوئے۔ فاریاب کے جمعہ بازار میں دشمن کا ایک فوجی اڈہ بھی مجاہدین کے زیر کنٹرول آگیا۔

مجاہدین نے 29اپریل کو ننگرہار کے ضلع رودات میں دشمن کا ایک ڈرون طیارہ مار گرایا۔ صوبہ بلخ کے ضلع چاربولک میں امریکی ٹینک بارودی سرنگ سے تباہ ہوا اور اس میں سوار اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

30اپریل کو کاپیسا کے ضلع تگاب میں 2امریکی اور 3افغان اہل کار ہلاک ہوئے۔

یکم مئی کو کاپیسا کے ضلع تگاب میں مجاہدین اور دشمن کے درمیان شدید جھڑپیں ہوئیں، جن میں 6امریکی فوجی ہلاک، جب کہ 8زخمی ہوئے۔اسی طرح 7 افغان کمانڈو ہلاک اور 9اہل کار زخمی ہوئے۔

2مئی کو مجاہدین نے صوبہ بدخشان کے ضلع کوہستان، پولیس ہیڈکوارٹر اور تمام چوکیاں فتح کر کے درجنوں اہل کاروں کو ہلاک کر دیا۔جب کہ بڑے پیمانے پر ہتھیار بھی ضبط کر لیے گئے۔اسی طرح مجاہدین نے صوبہ بدخشان کے ضلع تیشکان کے بڑے بازار اور تمام دیہات فتح کر لیے۔

3مئی کو مجاہدین نے صوبہ لوگر میں کابل -لوگر مرکزی شاہراہ دشمن کے لیے بند کر دی۔بدخشان کے مفتوحہ ضلع کوہستان میں باقی رہ جانے والی چوکیاں بھی فتح کر کے تین کمانڈروں سمیت 21اہل کاروں کو ہلاک اور زخمی کر دیا گیا۔علاوہ ازیں تین فوجی گاڑیوں سمیت بڑی مقدار میں ہتھیار بھی ضبط کر لیے گئے۔

5مئی کو بدخشان کے علاقے درایم اور تیشکان میں مجاہدین کے حملوں میں تین کمانڈروں سمیت 12اہل کار ہلاک ہوئے۔مجاہدین نے بگرام ایئر بیس پر میزائل داغے، جس میں قابض فوج کو شدید نقصان پہنچا۔

6مئی کو بدخشان کے ضلع کوہستان کے مضافات میں 5کمانڈوز ہلاک، تین چوکیاں اور چار دیہات فتح ہوئے۔ غزنی کے ضلع شلگر میں پانچ ٹینک تباہ کر کے 28فوجیوں کو ہلاک اور زخمی کیا گیا۔

7مئی کو قندھار کے ضلع معروف میں مجاہدین کی ایک کامیاب کارروائی میں 28فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔جب کہ 8فوجی گرفتار کیے گئے۔

مجاہدین نے 8 مئی کو صوبہ بغلان کا ضلع تالا و برفک فتح کیا۔جب کہ دو ٹینک، پانچ بکتربند گاڑیاں اور بھاری مقدار میں اسلحہ بھی غنیمت میں ملا۔صوبہ اروزگان میں چھاپے کے دوران ایک امریکی فوجی ہلاک، جب کہ چار کمانڈوز زخمی ہوئے۔غزنی -پکتیکا مرکزی شاہراہ پر دشمن نے مجاہدین کے مورچوں پر حملہ کیا۔ جوابی کارروائی میں دشمن کے چار ٹینک تباہ، جب کہ 19اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔فاریاب کے ضلع بلچراغ میں مجاہدین نے کولیان نامی علاقہ فتح کر کے بھاری مقدار میں اسلحہ بھی ضبط کر لیا۔لوگر کے ضلع محمد آغا میں تین چوکیاں فتح، دو ٹینک تباہ اور 8اہل کار ہلاک ہوئے۔

9مئی کو غزنی -پکتیکا مرکزی شاہراہ پر جھڑپوں کے دوران 7ٹینک تباہ، جب کہ 43اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔فاریاب کے پشتون کوٹ میں دو فوجی اڈے اور دو چوکیاں فتح ہوئیں۔بادغیس کے قلعہ نو میں دو چوکیاں فتح، جب کہ سات اہل کار ہلاک اور ایک گرفتار ہوا۔فدائی مجاہدین نے کابل میں انٹیلی جنس دفتر پر حملے میں درجنوں آفیسرز اور اہل کار ہلاک ہوئے۔

10مئی کو غزنی -پکتیکا مرکزی شاہراہ پر جھڑپوں میں 5ٹینک تباہ اور 29اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔بادغیس کے ضلع قادس میں 5کمانڈروں نے 130اہل کاروں سمیت ہتھیار ڈال کر امارت اسلامیہ میں شمولیت کا اعلان کیا۔بادغیس کے اب کمری میں 6ٹینک تباہ، 12اہل کار ہلاک، جب کہ 13زخمی ہوئے۔لغمان کے ضلع مہترلام میں ایک امریکی ٹینک تباہ، ایک امریکی فوجی ہلاک، جب کہ دو زخمی ہوئے۔بدخشان کے ضلع تگاب میں ایک وادی سمیت 5چوکیاں فتح، سات اہل کار ہلاک ہوئے۔

11مئی کو فراہ کے ضلع جوین فتح ہوا۔فراہ رود میں ایک فوجی اڈہ اور درجنوں چوکیاں فتح کی گئیں، جن میں 27فوجی ہلاک ہوئے۔جب کہ چار ٹینک، ایک فوجی گاڑی اور بھاری مقدار میں اسلحہ ضبط کر لیا گیا۔زابل کے ضلع ارغنداب میں تین چوکیاں فتح اور 31فوجی ہلاک ہوئے۔

12مئی کو زابل کے ارغنداب میں تین چوکیاں فتح اور 18اہل کار ہلاک ہوئے۔غور کے علاقے شہرک میں فوجی اڈہ فتح، 15اہل کار ہلاک، سات ٹینک، تین فوجی گاڑیاں اور 50موٹر سائیکل ضبط کر لیے گئے۔

13 مئی کو ہلمند کے علاقے نہر سراج میں ایک ہیلی کاپٹر مار گرایا۔ زابل کے علاقے دائی چوپان میں تین چوکیاں فتح، پولیس سربراہ سمیت 35 اہل کار ہلاک، جب کہ 17 زخمی ہوئے۔ فاریاب کے جمعہ بازار میں دو فوجی اڈے، تین چوکیاں اور وسیع علاقہ فتح ہوا۔ چار ٹینکوں سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ بھی برآمد غنیمت میں ملا۔ فاریاب کے علاقے شیرین تگاب میں دو چوکیاں فتح، چار فوجی گرفتار، تین ٹینکوں سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ برآمد کیا گیا۔

14 مئی کو پکتیکا کے ضلع وازی خوا کے گورنر عبداللہ تین ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا۔ قندھار کے ضلع دامان میں ایک امریکی ٹینک تباہ، متعدد امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ بادغیس کے ضلع قادس میں 15 کمانڈر 500 فوجیوں سمیت سرنڈر ہوئے۔ خاص اروزگان میں دو فوجی اڈے اور تین چوکیاں فتح، جب کہ 20 فوجی ہلاک اور 12 گرفتار ہوئے۔

مجاہدین نے 15 مئی کو صوبہ فراہ کے دارالحکومت پر حملہ کر کے شہر کا 80 فیصد علاقہ فتح کر لیا۔ جب کہ اروزگان میں فوجی اڈہ فتح اور 15 فوجی ہلاک ہوئے۔

16 مئی کو بادغیس کے ضلع درہ بوم اور غزنی کا ضلع جغتو فتح ہوا۔ جس میں درجنوں فوجی ہلاک ہوئے۔ بھاری مقدار میں اسلحہ غنیمت میں ملا۔ خاص اروزگان میں ایک فوجی اڈے سمیت 6 چوکیاں فتح کی گئیں۔ غزنی کے ضلع شلگر میں 6 چوکیاں فتح، 6 ٹینک تباہ، جب کہ 42 اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ بادغیس کے ضلع درہ بوم میں 6 فوجی اڈے اور 52 چوکیاں فتح کر کے بھاری مقدار میں اسلحہ بھی ضبط کر لیا گیا۔

17 مئی کو اروزگان کے ضلع چورہ میں 2 اور خاص اروزگان میں 3 چوکیاں فتح ہوئیں۔ زابل کے ارغنداب میں ایک اہم بیس اور بازار فتح کر کے درجنوں اہل کاروں کو ہلاک کر دیا گیا۔

18 مئی کو زابل کے ارغنداب میں ایک اہم بیس سمیت 12 چوکیاں فتح، 70 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک، جب کہ 27 اہل کار زخمی ہوئے۔ دایکندی کے ضلع اجرستان میں دشمن کی 10 چوکیاں فتح، 34 اہل کار ہلاک ہوئے۔

20 مئی کو دایکندی کا ضلع اجرستان فتح ہوا۔ جس میں 33 فوجی ہلاک، جب کہ 21 فوجی گرفتار ہوئے۔

22 مئی کو غزنی کے دو اضلاع دہ یک اور جغتو فتح ہوئے، جس میں بھاری مقدار میں اسلحہ غنیمت میں ملا۔ پکتیا کے ضلع گرویز میں تین چوکیاں فتح، تین اہل کار گرفتار، ایک ٹینک، ایک فوجی گاڑی سمیت بھاری مقدار میں اسلحہ بھی ضبط کر لیا گیا۔ جب کہ قندھار کے خاکریز میں چار چوکیاں فتح ہوئیں۔ فاریاب کے گرزیوان میں ایک فوجی اڈے سمیت 12 چوکیاں فتح اور متعدد اہل کار ہلاک ہوئے۔

23 مئی کو غزنی کے علاقے گیلان میں تین چوکیاں فتح، 19 اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے۔

24 مئی کو فاریاب کے جمعہ بازار میں دو فوجی اڈے اور 10 چوکیاں فتح ہوئیں۔ ایک ٹینک اور بھاری مقدار میں اسلحہ غنیمت میں ملا۔ اروزگان کے علاقے چورہ میں 5 فوجی اڈے فتح ہوئے۔ جن میں 29 فوجی ہلاک اور 16 زخمی ہوئے۔

25 مئی کو اروزگان کے علاقے چورہ میں 10 چوکیاں فتح، 30 کمانڈو اور فوجی ہلاک، جب کہ 11 گرفتار ہوئے۔ پروان میں چار امریکی فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ ہلمند کے علاقے نادعلی میں فدائی حملے میں 110 فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ تخار کے علاقے خواجہ غار میں 17 چوکیاں فتح، درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ اس کے بعد اروزگان کا ضلع چورہ بھی فتح ہو گیا۔ لوگر میں انٹیلی جنس دفتر پر فدائی مجاہدین کی کارروائی میں درجنوں اہل کار ہلاک ہوئے۔ تخار کے ضلع دشت قلعہ بھی مجاہدین نے فتح کر کے بھاری مقدار میں اسلحہ حاصل کیا۔

مجموعی طور پر ایک ماہ کے دوران مجاہدین نے الخندق آپریشن کے تحت صوبہ فراہ کے دارالحکومت سمیت 12 اضلاع اور سو کے قریب چوکیاں فتح کیں۔ ان کارروائیوں میں دو ہزار سے زائد فوجی اور پولیس اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔ جب کہ اربوں مالیت کا اسلحہ اور گولہ بارود بھی ضبط کیا گیا۔ دشمن نے الخندق آپریشن کو محض مجاہدین کا پروپیگنڈا قرار دیا تھا۔ تاہم جلد ان پر واضح ہو گیا کہ یہ محض اعلان نہیں، بلکہ عملی طور پر مجاہدین نے اپنی بالادستی ثابت کی ہے۔ فتوحات کا یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا۔ ان شاءاللہ تعالی

محمد فرہاد جانباز

اسلام کی مدد، مگر کیسے؟

فی زمانہ اہلِ اسلام جن مصائب و تکالیف سے دوچار ہیں، یقیناً اُن کی ایک وجہ قربِ قیامت بھی ہے۔ البتہ دنیا کے دارالاسباب ہونے کے سبب اس امر سے صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا کہ یہ سب کردار کی اُس 'مجرمانہ ضعیفی' کی بنیاد پر ہے، جس کا لازمی نتیجہ 'مرگِ مفاجات' کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقینِ کامل کی کمی... سب کچھ اللہ سے ہونے کے عقیدے میں ضُعف... اپنے ہر طرح کے مادی و روحانی مسئلے کے حل کے لیے اللہ وحدہ لاشریک کی طرف توجہ کی کمی... حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہونے کی بنیاد پر اُن ہی کی تابع داری میں ہماری دنیا و آخرت کی راحتیں پوشیدہ ہیں، اس حوالے سے فکری و عملی کمزوری... حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطافرمودہ منہجِ سیاست و اقتصاد اور اسلوبِ معاشرت و جہاد سے کنارہ کشی... قرآن مجید کی آیت مبارکہ کی بنیاد پر یہی وہ کمزوریاں ہیں، جو مسلمانوں کے ہاتھوں وقوع پذیر ہونے پر برپا فتنہ و فساد کی وجہ بنی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

'ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ' (سورۃ الروم: 41)

لوگوں نے اپنے ہاتھوں جو کمائی کی، اُس کی وجہ سے خشکی اور تری میں فساد پھیلا، تاکہ انہوں نے جو کام کیے ہیں، اللہ اُن میں سے کچھ کا مزہ اُنہیں چکھائے، شاید وہ باز آجائیں۔

اگر عالمِ اسلام اپنے عقائد، افکار، اعمال، اخلاق، معاشرت، تجارت اور جہاد کے حوالے سے غفلت کا مظاہرہ نہ کرتا تو آج کے ناگفتہ بہ حالات کے تاریک دن دیکھنے کو نہ ملتے۔ موجودہ حالات میں مسلمانوں کو جن عظیم مسائل کا سامنا ہے، اُن میں سے کچھ اپنی اہمیت اور اثرات و نتائج کے لحاظ سے مکمل اور دیانت دارانہ توجہ کے طالب ہیں۔

پہلا مسئلہ نظامِ اسلام اسلام کے نفاذ کا ہے۔ جب تک کم از کم اسلامی خطوں میں اسلام اپنے تمام تر احکامات، حدود و تعزیرات، فرائض و واجبات اور وقار و غلبے کے ساتھ نافذ نہیں ہوجاتا، تب تک ہم جس سربلندی، عزت و شوکت اور آسانیوں کی راہ تک رہے ہیں، اُنہیں نہیں پاسکیں گے۔ تفسیر ابن کثیر میں 'ابوعالیہ' کے حوالے سے لکھا ہے:

'جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے، وہی زمین میں فساد مچانے والا ہوتا ہے۔ اس لیے کہ زمین کی صلاح، یعنی اس کا پُرامن اور ہر طرح کی بھلائی سے لبریز ہونا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسی لیے ابوداؤد کی روایت کردہ حدیث میں بیان ہوا ہے:

'لحد یقام فی الأرض أحب إلی أهلها من أن يمطروا أربعين صباحا'

'زمین میں حدود اللہ میں سے کسی ایک حد کا قائم ہونا، میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ چالیس دن بارش ہوتی رہے۔'

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چالیس روزہ بارش سے زمین میں جتنی بہتری آتی ہے، وہ جس قدر غلے اُگاتی ہے اور بارش سے زمین پر جو جو رونقیں پھوٹتی ہیں، حدود اللہ میں سے ایک حد کے قائم کیے جانے سے اتنی زیادہ برکتیں نصیب ہوتی ہیں کہ چالیس روزہ بارش کی برکتیں اُن کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حدود اللہ قائم کی جاتی ہیں تو تمام لوگ یا اکثر لوگ یا کافی سارے لوگ برائیوں کی طرف جانے سے رُک جاتے ہیں۔ جب معاصی اور گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے آسمان سے نازل ہونے والی اور زمین سے برآمد ہونے والی برکتیں وصول ہونا بند ہوجاتی ہیں۔'

دوسرا مسئلہ سیاسی طور پر عدمِ استحکام کا ہے۔ یعنی مسلمان قیادت و سیادت کے معاملے میں ایک طرح سے یتیمی کا شکار ہیں۔ اسلام کے نظامِ حکومت 'خلافت' کے نہ ہونے کی وجہ سے عالم اسلام جس بے چارگی کی عملی تصویر بنا ہوا ہے، وہ انتہائی دُکھ

انگیز ہے۔ ایسی بے بسی پہلے کبھی دیکھنے کو نہیں ملی۔ یہی وجہ ہے عالم کفر مسلمانوں کی سیاسی یتیمی کا فائدہ اُٹھاکر انہیں ہر اُس طرح کی اذیت دے رہا ہے، جسے وہ فرو گزاشت نہیں کرنا چاہتا۔

تیسرا مسئلہ جہاد ہے۔ جہاد سے متعلق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا واضح فرمان ہے:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا تَبَايَعْتُمْ بِالْعِينَةِ، وَأَخَذْتُمْ أَذْنَابَ الْبَقَرِ، وَرَضِيتُمْ بِالزَّرْعِ، وَتَرَكْتُمُ الْجِهَادَ، سَلَّطَ اللهُ عَلَيْكُمْ ذُلًّا لَا يَنْزِعُهُ حَتَّى تَرْجِعُوا إِلَى دِينِكُمْ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں:

جب تم تجارتِ عینہ (سودی کاروبار) کرنے لگوگے اور کھیتی باڑی میں مشغول ہو جاؤ گے اور کاشت کاری کو ہی اپنا سب کچھ سمجھ بیٹھو گے اور جہاد کو چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسی ذلت مسلط کر دے گا، جس سے تب ہی چھٹکارا مل سکتا ہے، جب تم اپنے دین کی طرف (مکمل طور پر) لوٹ آؤ گے۔

علمائے تفسیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں حلال تجارت اور کھیتی باڑی کو بُرا نہیں کہا گیا، بلکہ اس فرمانِ مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد یہ ہے کہ تجارت و کھیتی باڑی (دنیا کے ہر کام) میں اتنی زیادہ مشغولیت اختیار کر لینا کہ یہی کام زندگی کا سب سے اہم مقصد بن کر رہ جائے اور دنیا کو آخرت اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر ترجیح دی جانے لگے، حتیٰ کہ جہاد تک کو چھوڑ دیا جائے تو یہ معاملہ قبیح اور بُرا ہے۔ یہی وہ قباحت اور بُرائی ہے، جو عالم اسلام کو اُس ذلت و مسکنت سے دوچار کرتی ہے، جس کا آج ہر کوئی نظارہ کر رہا ہے۔

چوتھا مسئلہ اقتصادیات کا ہے۔ جمہوری ٹکڑوں میں بٹا ہوا عالم اسلام اپنے دنیا پرست اور نام نہاد حکمرانوں کی وجہ سے مالی تنگیوں کا ایسا شکار ہے، جس کی وجہ سے لوگ خودکشیاں تک کرنے پر مجبور ہیں۔ ایک جان ہی تو کسی بھی انسان کا آخری سرمایہ ہوتی ہے۔ جب کہ اِس جان کی بقا پیٹ کے ساتھ جُڑی ہوئی ہے۔ جب عوام کے منہ کا لقمہ حکمران کے پیٹ میں چلا جائے تو تب غربت نہیں، غریب مٹتے ہیں۔ یہی وہ مصنوعی غربت ہے، جو کافر کو کٹر کافر بناتی ہے۔ کمزور مسلمان کو مذہبی زندگی سے دور کرتی ہے اور پختہ مذہبی مسلمان کو پریشان کیے رکھتی ہے۔ اِس غربت سے مال دار مزید دولت مند ہو جاتا ہے، جب کہ غریب مزید فقیر ہو جاتا ہے۔

عمومی نظر سے یہ وہ چار اہم مسائل ہیں، جو آج ہر مسلمان کی کہانی ہیں۔ اگر اِن مسائل کا عام نظر سے حل تلاش کیا جائے تو یہی سوچ جڑ پکڑتی ہے کہ حالات کے سُدھار کے لیے بالترتیب 'نظامِ اسلام نافذ کیا جائے، سیاسی استحکام حاصل کیا جائے، جہاد کی راہ اختیار کی جائے اور اقتصادیات کو مضبوط کیا جائے۔' لیکن اگر فی زمانہ اس ترتیب کو ہی حرفِ آخر سمجھ کر اس کے پیچھے پڑ جائیں تو 'عالم اسلام کی جمہوری قید کے تناظر' میں مسائل کے حل میں بہت زیادہ وقت درکار ہوگا۔ لیکن شام، عراق، فلسطین، کشمیر، بوسنیا، چیچنیا، سنکیانگ، افغانستان، ہندوستان اور برما کے ایمر جنسی حالات وقت کے لحاظ سے اتنی وسعت نہیں رکھتے کہ وہ ہماری ترتیب کا انتظار کرتے رہیں۔ جسدِ مسلم کے اِن زخمی اعضا کو جس قدر جلدی آرام دِہ مرہم کی ضرورت ہے، اُس کی جلد از جلد فراہمی 'جہاد' ہی کے راستے سے ممکن ہے۔

جہاد حالات کے سُدھار کے لیے ایک ایسا علاج اور ٹانک ہے، اگر اس طریقۂ علاج کو اس کے تمام آسمانی و زمینی تقاضوں کے ساتھ اختیار کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ 'نفاذِ اسلام، سیاسی استحکام، جہاد کا قیام اور مضبوط اقتصادیات' جیسے مسائل از خود حل ہوتے چلے جائیں گے۔ جب 'جہادی آپریشن' شروع ہوتے ہیں تو اس کے نتیجے میں کیا کیا معجزے رونما ہوتے ہیں، اُن کی عملی تصویر سمجھنے کے لیے کسی لمبے چوڑے فلسفے کی طرف جانے کے بجائے صرف اتنا دیکھ لیا جائے کہ یہی وہ راستہ ہے، جس سے مدینہ منورہ میں 'دارالاسلام' کا قیام ممکن ہوا تھا۔ اِسی سے خلیفۂ اوّل نے فتنۂ ارتداد کی آگ بجھائی تھی۔ اسی سے عمر فاروق نے دارالاسلام کی سرحدیں ایشیاء، افریقا اور یورپ تک پھیلادی تھیں۔ اسی جہاد سے فتنۂ تاتار کا زور توڑا تھا۔ اسی جہاد سے مسجدِ اقصیٰ کو نصاریٰ کی قید و بند کی صعوبتوں سے آزادی ملی تھی۔ اسی جہاد سے شرک کی جڑ سومنات کے مندر کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی تھی۔ اسی جہاد سے اسلام کی راہ میں رکاوٹ بننے والوں کا خاتمہ ممکن ہے۔ اسی جہاد سے برطانیہ جیسی مجرم سلطنت کو بحر اوقیانوس میں غرق کیا گیا تھا۔ اسی جہاد سے سوویت یونین کو برف کے پہاڑوں میں دفن کر دیا گیا تھا۔ اسی جہاد سے افغانستان میں 'امارت اسلامیہ' قائم ہوئی تھی۔ اسی جہاد نے سندھ کے حاکم 'راجہ داہر' کو اُس کے بُرے انجام تک پہنچایا تھا۔ اسی جہاد نے افغانستان میں بُدھ کے اُن مجسموں کو مٹی کا ڈھیر بنا ڈالا تھا، جو اللہ وحدہ لاشریک کی زمین کو اپنے ناپاک جسم سے آلودہ کر رہے تھے۔

لہٰذا آج بھی اسی جہاد کے ذریعے ہی بُدھ مت کے سرکش پیروکاروں کو برمی مسلمانوں کی نسل کشی کے جرم کی سزا دی جاسکتی ہے۔ اسی جہاد سے فتنۂ داعش ختم کیا جاسکتا ہے۔ اسی جہاد سے فلسطین آزاد کیا جاسکتا ہے۔ اسی جہاد سے کشمیر فتح ہو سکتا ہے۔ اسی جہاد سے 'فتنۂ جمہوریت' کا قلع قمع کر کے تمام عالمِ اسلام میں 'خلافتِ اسلامیہ' نافذ کی جاسکتی ہے۔

اویس افغان

افغان حکومت اور داعش کی دوستیاں

اِس پر سب متفق ہیں کہ امریکا افغانستان میں امارت اسلامیہ سے شکست کھا چکا ہے۔ امریکا مجاہدین کو ختم نہیں کر سکا۔ وہ امارت اسلامیہ کی دن بدن بڑھتی قوت اور پیش رفت روکنے میں بھی ناکام رہا ہے۔ شکست خوردہ امریکا کی کوشش ہے کہ جیسے تیسے امارت اسلامیہ کے راستے میں کوئی رکاوٹ کھڑی کی جائے۔ چوں کہ امریکا افغانستان میں تعمیر و ترقی، نظم نو یا قومی یکجہتی نہیں چاہتا۔ وہ مشرق وسطی کی طرح خانہ جنگی، ہنگاموں اور کسی بھی شکل میں موجودہ اجتماعی نظم توڑ کر تباہی پھیلانا چاہتا ہے۔ لہذا اس نے داعش ایسے کو ایک خفیہ انٹیلی جنس اسٹریٹیجی کے طور پر منتخب کیا۔ اگرچہ بظاہر بموں کی ماں جیسا بم داعش کے مرکز سے دور گرا کر ایک نمائش کی گئی، مگر کنٹینروں میں اسلحہ، افراد اور غذائی اجناس وغیرہ داعش کو پہنچایا جاتا رہا ہے۔ یہ باتیں کوئی پروپیگنڈا نہیں ہیں۔ امریکی حمایت یافتہ کابل انتظامیہ کے سابق اور موجودہ حکام اس کے چشم دید احوال بیان کر چکے ہیں۔

حامد کرزئی نے بارہا یہ دعوی کیا ہے کہ ان کے پاس بہت سے مستند شواہد ہیں کہ داعش امریکا کا آلہ کار ہے۔ اسے افغانستان میں بیرونی اڈوں سے رسد اور کمک پہنچائی جاتی ہے۔

انہوں نے ایک انٹرویو میں کہا کہ ’گزشتہ دو سالوں سے ہر دن خطے کے لوگ، قومی و قبائلی رہنما، سرکاری حکام اور میڈیا کے نمائندے میرے پاس آتے اور بتاتے ہیں کہ اچانک غیر ملکی ہیلی کاپٹر فلاں علاقے میں اترے اور فلاں علاقے سے اُڑے۔ یہ ہیلی کاپٹر داعش کو وسائل اور امداد فراہم کرتے ہیں۔ میرے پاس اس حوالے سے کئی شواہد موجود ہیں۔ قومی اسمبلی کے سیکرٹری ظاہر قدیم نے یہ بات کئی بار قسم کھا کر دہرائی ہے کہ داعش کو کنٹینروں میں اسلحہ پہنچایا جاتا ہے اور ہیلی کاپٹروں میں اس کے جنگجوؤں کو نقل و حرکت فراہم کی جاتی ہے۔ انہوں نے گزشتہ سال اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ’میں اس بات کے گواہ پیش کر سکتا ہوں کہ تین دن قبل ننگرہار کے علاقے ’نری اوبو‘ میں داعش کے مسلح جنگجوؤں کو افغان آرمی اور پولیس کی حفاظت میں کنٹینر کے ذریعے اسلحہ پہنچایا گیا ہے۔ انہوں نے ایک بار پھر قسم کھا کر کہا کہ ’دس دن قبل ضلع بہسود کے گاؤں بہار آباد میں ایک ہیلی کاپٹر نے داعش کے 50 جنگجو اتارے ہیں۔

ظاہر قدیر نے کہا ہے کہ اسمبلی ایک غیر جانب دار کمیٹی قائم کرے، میں اپنے دعوؤں کے حوالے سے عینی شاہدین حاضر کر دوں گا۔ پھر یہ لوگ خود فیصلہ کر لیں۔ ظاہر قدیر نے کہا کہ یہ سب سلسلے غیر ملکی قوتوں کے کہنے پر ان پانچ افراد نے شروع کر رکھے ہیں، جو افغان عوام پر مسلط ہیں۔ وہ افغان عوام کی زندگیوں اور ان کے مستقبل سے کھیل رہے ہیں۔ (ان کا اشارہ قومی سکیورٹی کونسل کی طرف تھا۔) ظاہر قدیر نے امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد کے اس دعوے کی سو فیصد تائید کی، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ’ہم نے کئی بار داعش کے خلاف حتمی اور فیصلہ کن آپریشن کیے اور انہیں ختم ہونے

تک پہنچادیتے، مگر بہت جلد علاقے میں امریکی ہیلی کاپٹر آجاتے۔ مجاہدین پر بمباری شروع ہو جاتی اور داعش کو ایک بار پھر سانس لینے اور قدم جمانے کا موقع مل جاتا۔' ظاہر قدیر نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجاہدین نے ضلع چپرہار میں داعشی جنگجوؤں کو محصور کر لیا تھا، مگر بیرونی طاقتوں نے داعش کو بچانے کے لیے مجاہدین پر بمباری کر دی۔

ایک اور رکن پارلیمنٹ نے کہا کہ 'اگر میرا یہ دعوی جھوٹ ثابت ہوا کہ 'داعش کی ریڈیو نشریات ننگرہار کے ہوائی اڈے سے ہوتی ہیں، جہاں بیرونی فوج موجود ہے' تو مجھے سرعام پھانسی دے دو۔اس حوالے سے دیگر حکام، اراکین پارلیمنٹ، عام افراد اور پڑوسی ممالک کے سفیروں کے دعوے بیسیوں بار سامنے آچکے ہیں، جنہوں نے داعش کو امریکی منصوبہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ داعش افغان انتظامیہ کی بغل میں پرورش پا رہی ہے۔

سوال یہ ہے کہ افغان حکومت کو بھی داعش سے کوئی فائدہ پہنچا ہے یا محض امریکی حکم پر مجبوری میں داعش کی سرپرستی کر رہی ہے؟! کیا کابل انتظامیہ نے اب تک اس کے نقصان کا ادراک بھی کیا ہے، جو اسے اور پوری قوم کو ہو رہا ہے؟ خیال ہے کہ کابل انتظامیہ اب اچھی طرح جان چکی ہے کہ داعش کی حمایت اور تعاون اس کے لیے سو فیصد نقصان دہ ہے۔ چوں کہ امریکی منصوبوں کو آگے بڑھانا اس کی مجبوری ہے کہ اس کی زندگی کے سارے وسائل امریکا کے ہاتھ میں ہیں۔اس لیے داعش کا زہریلا گھونٹ حلق سے نیچے اُتارنا اُس کی مجبوری ہے۔ ورنہ داعش نے کابل انتظامیہ کو جو چند بڑے اور واضح نقصانات پہنچائے ہیں، وہ سب کو نظر آتے ہیں۔

جتنے مظالم اور نقصانات تین سالوں میں افغانستان کے مشرقی اور کچھ دیگر علاقوں میں افغان عوام کو داعش کے ہاتھوں پہنچے ہیں، قلم انہیں لکھنے سے عاجز ہے۔ یہ سب کٹھ پتلیوں کی خفیہ واعلانیہ تعاون وسرپرستی سے ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے اس عمل سے عوام اور کابل انتظامیہ کے درمیان دوریاں بڑھی ہیں۔ کچھ مخصوص اقلیتی طبقات، جیسے ہزارہ کے خلاف کارروائی... جو کابل انتظامیہ کے کلیدی اور سب سے اہم ترین حامی سمجھے جاتے ہیں۔

داعش کی وحشیانہ کارروائیاں اس بات کا باعث بن گئیں کہ ہزارہ بھی حکومت سے دور ہونے لگے۔انہوں نے صدارتی محل کے حکام کو اپنے قتل عام کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔

امریکا داعش کو اس لیے استعمال کر رہا ہے، تاکہ افغانستان میں جہادی مزاحمت کمزور کی جاسکے۔ علاوہ ازیں مستقبل میں چین، روس اور ایران جیسے حریف ممالک کی مخالفت میں اُن کے درمیان سیاسی اور عسکری سر دردی پیدا کی جائے۔

اس لیے یہ سب کابل انتظامیہ کو ایک افغان حکومت کے طور پر نہیں، بلکہ امریکا کی ایک بے اختیار کٹھ پتلی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگرچہ بظاہر بے دلی سے تعلقات رکھے جاتے ہیں، مگر درحقیقت سب جانتے ہیں کہ ان معاملات نے کابل انتظامیہ کو مکمل طور پر بے اعتماد اور بدنام کر دیا ہے۔اس سے ان کے سیاسی اعتماد کو شدید نقصان پہنچا ہے۔ یہی وجہ ہے کابل انتظامیہ نے داعش کو پال پوس کر نہ صرف یہ کہ کچھ حاصل نہیں کیا، بلکہ مزید نقصان یہ کیا کہ سب کچھ ہار گئی ہے۔

فاریاب بھی فتح کے قریب

احمد مختار

امارت اسلامیہ کی جانب سے الخندق آپریشن کے اعلان کے ساتھ ہی مختلف علاقوں میں جہادی کارروائیوں میں تیزی آئی ہے۔ جس کے نتیجے میں بہت سے علاقوں سے دشمن کا صفایا ہو چکا ہے۔ اب متعدد علاقے اسلامی حاکمیت کے زیر سایہ آ چکے ہیں۔ الخندق آپریشن ایسے وقت میں شروع ہوا، جب پورے افغانستان میں سکیورٹی کے سخت انتظامات کیے گئے تھے۔ کیوں کہ کابل انتظامیہ کی جانب سے آنے والے انتخابات کے لیے رجسٹریشن کا عمل اسی وقت شروع ہوا۔ کابل انتظامیہ کے تمام سکیورٹی ادارے اس کی حفاظت کے لیے الرٹ تھے۔ البتہ الخندق آپریشن نے نہ صرف دشمن کے سکیورٹی انتظامات کو چیلنج کیا، بلکہ دس ماہ قبل ٹرمپ کی مجاہدین کو کمزور کرنے کی اسٹریٹیجی بھی ناکام بنادی گئی ہے۔

الخندق آپریشن کی کارروائیاں شمالی صوبے بدخشان سے شروع ہو کر بہت جلد غزنی، اروزگان، ہلمند، فراہ اور فاریاب تک پہنچ گئیں۔ اس سلسلے میں جہاں ایک ہفتے میں ہی کئی اضلاع سے دشمن کا قبضہ چھڑوا گیا، وہاں صوبوں کے مراکز کا کنٹرول حاصل کرنے کے لیے بھی کامیاب پلان پر عمل درآمد کیا گیا۔

صوبہ فراہ کے مرکز کا مجاہدین کے ہاتھوں فتح ہونا اور بڑی مقدار میں اسلحہ اور فوجی گاڑیاں غنیمت میں حاصل کرنا اس سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ مجاہدین نے صوبہ فراہ پر حملے کی منصوبہ بندی پر تکنیکی بنیادوں پر عمل کرتے ہوئے یکے بعد دیگرے کئی علاقوں سے دشمن کا صفایا کیا۔ مجاہدین صوبہ فراہ کے صوبائی انٹیلی جنس مرکز پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے، جہاں انہیں دشمن کی کئی خفیہ معلومات اور دستاویزات بھی ملیں، جنہیں مجاہدین نے محفوظ مقام پر منتقل کر دیا، جو آنے والے وقتوں میں دشمن کے خلاف کارروائیوں میں نہایت کار آمد ثابت ہوں گی۔

فراہ شہر میں مجاہدین کے قدم پڑتے ہی دشمن کی صفوں میں افراتفری مچ گئی۔ حتی کہ صوبہ فراہ کے کٹھ پتلی گورنر بشیر سالنگی حملے کے فوراً بعد ہی سے شہر سے فرار ہو گئے تھے۔ فراہ کے ساتھ کابل کی وزارت دفاع اور وزارت داخلہ کا رابطہ منقطع ہو گیا۔ اب وہ صرف امریکا کی طرف سے فراہم کردہ روایتی رابطے کے ذرائع سے امریکی جارحیت پسندوں کے ساتھ رابطہ رکھ سکتے تھے۔ فراہ شہر میں مجاہدین دشمن کی مزاحمت کے بغیر فوجی مراکز میں داخل ہوتے گئے۔ مجاہدین بڑی آسانی سے صوبہ فراہ کے مرکزی ہوائی اڈے، صوبائی مرکز سمیت تمام اہم جگہوں کا کنٹرول حاصل کر سکتے تھے، لیکن شہر کے اندر لڑنے کی صورت میں امریکی فضائیہ کی اندھی بمباری کی وجہ سے شہریوں کے جان و مال کو شدید خطرات لاحق ہونے کا قوی امکان تھا۔ اس لیے مجاہدین نے اپنے رہنماؤں کی ہدایات پر پیش قدمی روک دی تھی۔ حالانکہ اب بھی صورت حال ایسی ہے کہ دشمن مجاہدین کو پیچھے دھکیلنے کا پروپیگنڈا کر رہا ہے، لیکن اب بھی فراہ کا صوبائی مرکز مجاہدین کے محاصرے میں ہے۔ یعنی بالکل فائر کی رینج میں ہے۔

دوسری جانب مجاہدین نے صوبہ فاریاب کے صوبائی مرکز کا بھی محاصرہ کر رکھا ہے۔ صوبہ فراہ کے تمام اضلاع (ضلعی مراکز کے علاوہ) پر مجاہدین کا کنٹرول ہے۔ کابل کی کٹھ پتلی انتظامیہ کے صوبہ فاریاب کے ارکان کا کہنا ہے کہ اگر فاریاب میں موجود حکومتی اہل کاروں کو بروقت مدد نہ پہنچائی جاتی تو فاریاب دوسرا فراہ ثابت ہو سکتا ہے۔ مذکورہ ارکان کا کہنا ہے کہ فراہ سے زیادہ مجاہدین کی توجہ فاریاب کی جانب ہے، کیوں کہ وہ اسے شمالی صوبوں کا دروازہ کہتے ہیں۔ فاریاب پر کنٹرول حاصل کرنے سے پورے شمال میں ان کے لیے میدان صاف ہو جائے گا۔ صوبہ فاریاب کا محاصرہ وہاں کی ملیشیا کے اہل کاروں، کٹھ پتلی جنرلز اور تمام حکومتی افراد کے لیے موت کا پیغام ہے۔

قاری سعید

کمیونزم افغانستان میں کیسے آیا؟

کمیونزم کا نظریہ سب سے پہلے جرمن فلاسفر کارل مارکس کی جانب سے سامنے آیا۔ ان کے ساتھی انگلز نے اس نظریے کو ترقی دی اور اس کی تشریح کی۔ حتی کہ اسے عالمی شہرت مل گئی۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران روسی بالشویکوں کے انقلابی رہنما ولادی میر لینن نے جرمن قیصر کے تعاون سے زار روس کی حکومت خاتمہ کی اور اس کی جگہ پہلی بار مارکس کے نظریات کے مطابق کمیونسٹ نظام نافذ کیا۔ روسی کمیونسٹوں کی حکومت میں مارکس اور انگلز کی جانب سے بنائی گئی اشتراکیت کی تھیوری نظریے سے عمل میں ڈھالی گئی۔ روس میں کمیونسٹ انقلاب کے دو سال بعد 1919ء میں افغانستان نے انگریزی جارحیت سے آزادی حاصل کی۔ افغانستان کے نوجوان بادشاہ امان اللہ خان افغانستان کی اقتصادی ترقی کے لیے کسی بھی کوشش سے دریغ نہیں کرتے تھے۔ لہذا انہوں نے دیگر مغربی ممالک سمیت کمیونسٹوں کے ساتھ بھی دوستی کا آغاز کر دیا۔ اس طرح اقتصادی تعاون کے نام پر روسی کمیونزم کو افغانستان میں داخل ہونے کا راستہ مل گیا۔

امان اللہ خان کی حکومت اور کمیونسٹ سوویت یونین کے درمیان پہلا اہم معاہدہ 28 فروری 1921ء کو طے پایا۔ معاہدے کے مطابق سوویت یونین کو حق دیا گیا کہ کابل میں سفارت خانے کے علاوہ ہرات، مزار شریف، قندھار، غزنی اور میمنہ میں اپنے پانچ قونصل خانے کھول لے۔ اس معاہدے کے مطابق افغان حکومت روس کی جانب سے مقبوضہ افغان علاقوں 'پنجدی' اور 'خیوا' سے بھی سرکاری طور پر دست بردار ہوگئی۔ سوویت یونین کے ساتھ ٹرانزٹ معاہدہ طے پایا، نتیجتاً روس نے افغانستان کے ساتھ نقدی اور دیگر معاملات میں تعاون کا وعدہ کیا۔ (مناسبات افغانستان و شوروی؛ ص: 17)

اس طرح روس کو افغانستان میں مداخلت کا راستہ ملا۔ اس نے یہاں اپنے استعماری مقاصد کے لیے معلومات جمع کرنے، جاسوسی، کمیونزم کی تبلیغ اور اپنے کٹھ پتلی پیدا کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ افغانستان میں سوویت یونین کی خفیہ سرگرمیوں کے پہلے بانی والٹر اور آقابکوف نامی وہ تجربہ کار جاسوس تھے، جنہیں بظاہر سفارت کار متعارف کرایا گیا تھا۔ درحقیقت انہوں نے یہاں کیمونسٹ افکار کی اشاعت کے لیے انتہائی گہرائی سے کام شروع کیا۔ بعدازاں حاصل ہونے والی معلومات سے پتا چلا کہ سوویت یونین امان اللہ خان اور حبیب اللہ کلکانی کے دور ہی سے افغانستان پر جارحیت کا ارادہ رکھتا تھا۔ عملی کمیونزم کے بانی ولادی میر لینن نے 1919ء میں کہا تھا کہ 'افغانستان وسطی ایشیا کی چابی ہے، جسے نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ملک ہندوستان کی جانب ہماری پیش قدمی کے لیے سوئز کینال کی طرح اہم کردار ادا کرے گا۔ (نبرد افغانی سٹالن)

ہم کہہ سکتے ہیں کہ افغانستان پر کمیونسٹ جارحیت کا آغاز انقلاب ثور سے نہیں، بلکہ اس سے چھ دہائی قبل تب ہوا، جب روس کمیونسٹوں کے ہتھے چڑھا۔ ان کا ارادہ تھا کہ ہندوستان کی جانب پیش رفت اور بحیرہ عرب کے پُرسکون سمندر کے لیے افغانستان کو سوق الجیش کے طور پر استعمال کریں۔ (دسائس و جنایات روس در افغانستان)

مصنف لکھتا ہے کہ حبیب اللہ کلکانی اور نادر خان کے دور میں امان اللہ خان کے حامیوں جیسے عبدالحسین عزیز، عبدالہادی داوی اور فیض محمد خان ناصری نے مسلسل کوشش کی کہ روس کے تعاون سے ایک بار پھر امان اللہ خان کو حکومت دلائی جائے، مگر روس نے امان اللہ خان کے حامیوں کو درج ذیل شرائط پیش کر دیں:

افغانستان کو روس کے ساتھ بڑے اقتصادی معاہدے کرنا ہوں گے۔

سوویت یونین کو اجازت دی جائے کہ قدرتی ذخائر اور تیل کی تلاش کے لیے افغانستان میں سروے اور کھدائی کر سکے۔

کابل ماسکو کے ساتھ عسکری معاہدہ کرے گا اور مخصوص حالات میں ماسکو کو اجازت ہوگی کہ وہ اپنے آفیسر اور عسکری وسائل افغانستان میں داخل کر سکے۔

افغانستان کی سرزمین پر روسی سرگرمیوں کے لیے حالات سازگار بنائے جائیں، تاکہ افغانستان کی سرزمین کا استعمال کرتے ہوئے روس بحر ہند کے قریب ہو سکے۔

ظاہر شاہ کے والد نادر خان سوویت یونین کو امان اللہ خان کا حامی سمجھتے تھے۔ انہیں سوویت یونین کے ساتھ تعلقات میں دل چسپی نہیں تھی۔ انہوں نے کچھ شعبوں میں تعینات چند روسیوں کو ملک سے نکال باہر کیا اور اس کے بدلے دیگر ممالک سے تعلقات قائم کر لیے۔ ظاہر شاہ کی حکومت کے ابتدائی دور میں بھی حالات ایسے ہی رہے۔ روس کے ساتھ افغانستان کے شمالی حصے میں ٹڈی دل اور دیگر نباتی آفات و مسائل کے خلاف کام کرنے کے حوالے سے کچھ معاہدے موجود تھے۔ کچھ کم ترین سطح کے معاہدے تھے۔ ظاہر شاہی حکومت کے ابتدائی دور کے وزرائے اعظم ہاشم خان اور شاہ محمود خان کو افغانستان کی حالت کا ادراک تھا، اس لیے وہ سوویت یونین اور امریکا کے ساتھ تعلقات میں توازن کا خیال بڑی باریکی سے رکھتے تھے۔ 1947ء میں خطے میں برپا ہونے والی سیاسی و جغرافیائی تبدیلیوں، ہندوستان سے انگریزوں کے انخلا اور پاکستان کے قیام سے سوویت یونین کو ماضی کی نسبت زیادہ جرأت ملی کہ وہ خطے میں اپنی مداخلت کا آغاز کر سکے۔ افغانستان اور پاکستان کے درمیان پشتونستان کا مسئلہ اور نوجوان صدر داؤد خان کا پر دروس کردار... ان سب معاملات نے روس کو مواقع فراہم کیے کہ افغانستان میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کے لیے مختلف شعبوں میں اپنی تزویراتی کوششیں شروع کرے۔

سوویت یونین نے داؤد خان اور نئی نسل کو پشتونستان کے قیام کی امید دلا کر سوویت کے ساتھ قریبی تعلقات کو ناگزیر باور کرایا۔ اس طرح افغان حکومت کے ساتھ سوویت یونین کے نئے تعلقات کا آغاز ہوگیا۔ تعلقات کی ابتدا تجارتی معاہدوں اور گرم سیاسی تعلقات سے ہوئی۔ افغانستان کا پریس حکومتی اثر و رسوخ کے ماتحت تھا۔ اس نے سوویت یونین اور اکتوبر کے انقلاب کے حق میں پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ بعدازاں یہ دوستی تعلیمی، ثقافتی اور دیگر شعبوں تک وسیع ہوگئی۔ ماسکو اور کابل یونیورسٹیوں کے درمیان تعلیمی معاہدے ہوئے۔ قبائلی علاقوں کے طلباء کے لیے رحمان بابا اور خوش حال خان کالج قائم کیے گئے۔ بہت سے طلباء یونیورسٹی سطح کی تعلیم کے لیے سوویت یونین بھیجے جاتے رہے۔ سوویت یونین کے رہنما خروشیف اور وزیر دفاع بولگانین نے افغانستان کا دورہ کیا۔ اس دورے میں افغان حکومت اور روس کے درمیان اعلیٰ سطحی ملاقاتیں دیکھنے کو ملیں۔ اسی دورے میں سوویت یونین کے ساتھ مختلف تعلیمی، تجارتی اور معدنیات کے شعبے میں معاہدے طے پائے۔ جس سب سے اہم معاہدے نے مستقبل میں افغانستان کے حالات پر گہرے اثرات مرتب کیے، وہ عسکری شعبے میں تعاون سے متعلق تھا۔

داؤد خان نے افغان فوج کی تربیت اور تیاری کا کام سوویت یونین کے حوالے کر دیا۔ اس طرح سوویت یونین کے ساتھ عسکری تعلقات، آمد و رفت اور تعاون کا لامتناہی اور بے کنٹرول سلسلہ شروع ہو گیا۔ عسکری تعاون اور اسلحہ کی خریداری کا ہی معاہدہ تھا، جس کی وجہ سے سوویت یونین نے افغانستان کی فوج میں اپنا رسوخ بڑھانا شروع کیا۔ اس پروگرام کے تحت ہی افغانستان کے فوجی افسران تربیت کے لیے ماسکو بھیجے جاتے رہے۔ وہاں سے روسی انسٹرکٹرز اور عسکری مشاورین افغانستان آتے، تاکہ افغان فوجیوں کو اسلحہ کے استعمال کا طریقہ بتایا جائے۔ سوویت یونین نے اس فرصت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے افغانستان کے لیے ایسے فوجی آفیسرز تیار کیے، جو ظاہری شکل اور نام و نسب میں تو افغان تھے، مگر فکر، وفاداری اور عقیدے کے لحاظ سے مکمل طور پر کیمونسٹ بن چکے تھے۔ وہ افغانستان کی نسبت کیمونزم کے مفادات کے شدید محافظ ثابت ہوئے۔ سوویت یونین کے ساتھ داؤد خان کے اس بے تکے معاہدے نے افغانستان میں بے چینی اور ہنگاموں کا دروازہ کھول دیا۔ جن میں سے ایک اہم تباہی داؤد خان کے خلاف کیمونسٹ فوجیوں کی بغاوت اور ثور کا انقلاب تھا۔ بغاوت کی زمینی کارروائی چوتھے یونٹ کے کمانڈر اسلم وطن جار کے ذمہ تھی۔ ہوائی فوج کی سربراہی جنرل عبدالقادر کر رہے تھے۔ اسلم وطن جار اور عبدالقادر دونوں سوویت یونین کے ساتھ داؤد خان کے دفاعی معاہدے کے تحت روس سے تربیت لے کر آئے تھے۔ اول الذکر نے ٹینک اور توپ کے شعبے میں تربیت حاصل کی تھی اور ثانی الذکر جنگی طیاروں کے پائلٹ تھے۔

افغانستان میں کیمونسٹ افکار سے متاثر شخصیات نور محمد ترہ کئی کے گھر میں جمع ہوگئے۔ خلق ڈیموکریٹک تنظیم کے نام سے مارکس ازم لینن ازم کے فلسفے پر سیاسی جماعت کی بنیاد رکھی۔ اس تنظیم کی بنیاد کے ساتھ افغانستان میں کیمونزم کی اشاعت کا سلسلہ نئے مرحلے میں داخل ہوگیا۔ سوویت یونین نے تنظیم کی وسیع پیمانے پر حمایت کر کے تعلیمی، ثقافتی، صحافتی اور سیاسی شعبوں میں کیمونسٹ افکار کی اشاعت کے لیے وسیع پیمانے پر کام کا آغاز کر دیا۔ اس مرحلے پر حکام کی غفلت اور کیمونسٹ

فتنے کے پھیلاؤ کے حوالے سے لاپرواہی کی وجہ سے افغانستان کے بہت سے مسلمان نوجوان کیمونسٹوں کے خوشنما نعروں سے دھوکہ کھا گئے۔ وہ کیمونزم کا شیطانی نظریہ قبول کر کے اپنے اسلامی عقائد سے محروم ہوگئے۔ اگرچہ کیمونسٹوں کے تاریخ، اقتصاد اور سیاست کے شعبے میں مخصوص نظریات تھے، مگر ان کا سب سے خطرناک نظریہ کائنات کی تکوین کے حوالے سے تھا۔ کیمونسٹ اللہ تعالی، ملائکہ، آسمانی کتابوں، رسولوں، جنت و دوزخ، قیامت اور دیگر اعتقادات پر ایمان نہیں رکھتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ہم صرف ان چیزوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں، جن کا حواس خمسہ سے ادراک کیا جاسکے۔ ان کا کہنا تھا کہ مادہ ازلی اور ابدی ہے۔ وہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے۔ صرف ایک حالت سے دوسری حالت کی جانب تبدیل ہوتا ہے۔ ان کا کہنا تھا کہ کائنات کی تخلیق، اس کے تسلسل، حوادث، زندگی اور موت سب طبعی عوامل کا نتیجہ ہیں۔ اس کا کوئی خالق اور مدبر نہیں ہے۔ اس طرح وہ دین کے منکر تھے۔ وہ مارکس کی اس بات کا بہت تکرار کرتے تھے کہ دین معاشرے کے لیے افیون ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک!

کیمونسٹوں کے صریح کفر کے باوجود انقلاب ثور سے چند عشرے قبل جب کیمونزم کی کونپلیں افغانستان میں پھوٹنے لگیں، تب افغان حکومت اور عام لوگوں سمیت قومی و مذہبی رہنماؤں اور پیشواؤں نے اس خطرے کو محسوس کیا اور نہ ہی کما حقہ توجہ دی۔ بہت کم علمائے کرام تھے، جنہوں نے خدام الفرقان تنظیم کے ذریعے کیمونزم فتنے کے خلاف سیاسی اور صحافتی میدان میں مقابلہ کیا۔ اسی طرح کچھ یونیورسٹیز کے اسلام پسند لوگ تھے، جنہوں نے بہت قلیل وسائل کے ساتھ جہاد کا جھنڈا بلند رکھا۔ ان کے علاوہ معاشرے کے تمام طبقات غفلت کی نیند سو رہے تھے۔ حتی کہ کیمونسٹوں کی تعداد سیکڑوں سے ہزاروں تک پہنچ گئی۔ وہ اتنے ڈھیٹ ہوگئے کہ انقلاب ثور میں ٹینک لے کر افغانستان کے صدیوں پرانے نظام کو لپیٹ کر اپنی حکومت اور کفریہ فلسفے پر قائم نظام کا اعلان کر دیا۔

کیمونزم افغانستان کیسے آیا اور کن عوامل نے اس کی راہ ہموار کی، یہ عوامل خلاصۃ درج ذیل ہیں:

کیمونزم نے عالمی شہرت بیسویں صدی کے نصف اول حاصل کی تھی۔ وہ اپنے اندر انتہائی کشش رکھتا تھا۔ اس نے مغربی استعمار سے مشرقی اقوام کی آزادی کا نعرہ بلند کیا تھا۔ انہی پرکشش نعروں نے بہت سے نوجوانوں کو ورغلا کر کیمونزم کی گود میں ڈال دیا۔

پاکستان کے قیام کے بعد اس نئے پڑوسی کی مخالفت اور افغانستان کا اقتصادی محاصرہ وہ معاملہ ہے، جس نے افغانستان کو سوویت یونین پر انحصار کرنے پر مجبور کیا۔ چناں چہ سوویت یونین کے ساتھ تعلقات میں سرگرمی اور عسکری معاہدوں نے افغانستان میں کیمونزم کی آمد کا راستہ کھول دیا۔

سردار داؤد کے کیمونسٹ خیالات نے اپنے دور صدارت میں سوویت یونین کے ساتھ تعلقات اپنے عروج تک پہنچا دیے تھے۔ عسکری تعاون اور تربیت کے معاہدے ہوئے۔ انقلاب ثور میں فضائی آپریشن کے کمانڈر جنرل عبدالقادر نے بی بی سی سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سردار داؤد نے مجھے اور کچھ دیگر کیمونسٹوں کو ایک خفیہ ملاقات میں کہا تھا کہ 'یہ وطن تم لوگوں کا ہے۔' انہوں نے ظاہر شاہ کے خلاف بغاوت کے حوالے سے بھی گفتگو کی اور کہا کہ 'افغانستان کے لیے مناسب اقتصادی نظام سوشلزم ہے۔'

عوام اور نوجوان طلباء میں فکری سطح کی پستی، اسلامی شعور اور دانش مندی کی کمی ہی وجہ بنی کہ وہ اپنے عقیدے اور اسلامی دنیا کے حوالے سے تفصیلی استدلال نہ سمجھ سکے۔ وہ تقریباً خالی الذہن تھے۔ اس لیے بہت آسانی سے کیمونسٹ افکار کا شکار ہو کر اپنے اسلامی عقیدے سے محروم ہوگئے۔

معاشرے میں عام دانشوروں، علمائے کرام، یونیورسٹیوں اور کالجوں کے اساتذہ اور پڑھے لکھے لوگوں کی غفلت و لاپروائی سے کیمونزم پھیل رہا تھا۔ انہوں نے اجتماعی طور پر اس کی ضرورت محسوس نہیں کہ کیمونزم کو ایک کفریہ نظریے کی حیثیت سے پہنچائیں۔ اس کا تجزیہ کریں اور اپنی قوم کے سامنے اس کی تشریح کر کے نئی نسل کو اس فتنے سے آگاہ کریں۔ اس شعبے میں بہت کم تعداد میں علمائے کرام، یونیورسٹی کے اساتذہ اور کچھ مصنفین نے روشن خدمات انجام دیں، جن کی تمام کوششیں عوام تک نہ پہنچ سکیں۔

نورالحق حیدر

موت کا آشیانہ

'موت کا آشیانہ' امریکی ڈرون طیاروں کے متعلق پینٹا گون کی خفیہ دستاویزات ہیں، جو ایک پینٹا گون افسر نے آن لائن میڈیا 'انٹر سیپٹ' کو دی ہیں۔ بلیک واٹر کے شاہکار مصنف 'جرمی سکا ہیل' اور انٹر سیپٹ کے صحافیوں نے ان دستاویزات کی چھان بین کی اور ان پر تحقیقی رپورٹس لکھی ہیں۔ یہ رپورٹس کتابی شکل میں بھی شائع ہوئی ہیں۔ دنیا بھر میں اس کتاب اور رپورٹس کا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا ہے۔ یہ دستاویز ڈرون طیاروں کے متعلق بہت سی ناگفتہ معلومات سے پردہ اٹھاتی ہے۔ اب جب کہ افغانستان میں امریکی فوجی حکمتِ عملی کا شور مچا ہوا ہے، ڈرون اور دیگر طیارے گاؤں دیہاتوں پر بمباریاں کر رہے ہیں اور ان کے کٹھ پتلی اس پر خوشی سے دھمال ڈال رہے ہیں تو ان دستاویزات کا پڑھنا افغانوں کے لیے بے فائدہ ہے۔

ڈرون طیارے ہتھیار ہیں، پالیسی نہیں۔ پالیسی جارحیت اور قتل عام ہے۔ امریکی صدر جیرالڈ فورڈ نے اپنے خصوصی فرمان کی بنیاد پر امریکا کی جانب سے 'دہشت' پر پابندی عائد کی تھی۔ حالیہ صدور تک سب نے اس فرمان کی پابندی کی، مگر کانگریس نے اب تک اس کی تصویب نہیں کی ہے۔ حتیٰ کہ لفظ 'دہشت' کی تعریف بھی نہیں کی ہے۔ جس سے ڈرون طیاروں کے استعمال کا راستہ کھل گیا۔ اوباما انتظامیہ نے ڈرون حملوں سے متعلق کہا تھا کہ ڈرون طیارے میدان جنگ میں فوج کا بہت اچھا متبادل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈرون طیاروں کو صرف اس صورت حملے کی اجازت دی جاتی ہے، جہاں امریکی فوج کی زندگی کو فوری خطرہ درپیش ہو۔ ہمیں اطمینان ہے کہ ہدف اس حملے میں حاصل ہو جاتا ہے، مگر یہ حالات ابہام سے بھرپور ہیں۔

وہائٹ ہاؤس نے 2013 میں ڈرون حملوں کے لیے اصول اور پالیسی کا اعلان کیا۔ یہ اصول پوری طرح واضح نہیں ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ امریکا جنگوں کے علاوہ غیر اعلانیہ ڈرون حملے صرف تب کرے گا، جب ٹارگٹ شخص کی جانب سے امریکا کو فوری خطرے کا سامنا ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی شخص کو قانونی چارہ جوئی یا عدالتی کارروائی کے بغیر بھی مارا جا سکتا ہے۔ ڈرون حملوں کے بارے اوباما انتظامیہ کا پیغام واضح تھا کہ انہیں ڈرون حملوں پر اطمینان ہے، کسی کی تائید کی ضرورت نہیں۔ 15 اکتوبر 2015 کو انٹر سیپٹ نے ڈرون حملوں سے متعلق خفیہ معلومات شائع کیں۔ یہ دستاویزات 2011 سے 2013 تک امریکی فوج کی ہلاکت، گرفتاری کی واضح تصویر پیش کرتی ہے۔ ان رپورٹس میں اسپیشل فورسز نے ڈرون طیاروں کے پروگرام کی خامیوں پر کھل کر بات کی ہے۔ یہ رپورٹس امریکی انٹیلی جنس کے ایک اہل کار نے انٹر سیپٹ کو دی ہیں، جو کہ خود ان پروگراموں کی تشکیل میں شریک تھا۔ انٹر سیپٹ نے مذکورہ شخص کے ساتھ معاہدہ کیا تھا کہ اس کا نام ظاہر نہیں کیا جائے گا۔ کیوں کہ ایک تو یہ معلومات خفیہ راز ہیں اور پھر امریکی حکومت افشا کرنے والوں کو سخت سزا دے گی۔ اس لیے ہم ان کا نام نہیں لکھیں گے، صرف 'ذریعہ' کہیں گے۔

ذریعے نے انٹر سیپٹ سے کہا کہ 'یہ دستاویزی رپورٹ اس لیے افشا کر رہا ہوں کہ عام لوگوں کو یہ جاننے کا حق حاصل ہے کہ کس طرح ایک انسان کا نام قتل کی لسٹ میں ڈالا جاتا ہے؟ کس طرح اعلیٰ امریکی حکام کے کہنے پر اسے دہشت گردی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ذریعے کا کہنا ہے کہ 'اس ظالمانہ دہشت گردی اور قتل میں ایک شخص کی مسلسل جاسوسی، اس کے لیے موت کی تاریخ کا تعین، کارڈ بنا کے دینا، بلا کسی عدالتی کارروائی کے سزائے موت دینا، ایسی جنگ میں جس میں پوری دنیا میدان جنگ بنی ہوئی ہے، یہ کارروائیاں ابتدا ہی سے ناجائز ہے۔ ہم (یعنی امریکی شہری) اس گناہ میں شریک ہیں، جو ان معلومات تک رسائی رکھتے ہیں، مگر پھر بھی لاتعلق ہو کر بیٹھے ہیں۔ پینٹا گون، وہائٹ ہاؤس اور جوائنٹ اسپیشل آپریشنز کمانڈ سب اس حوالے سے کچھ بتانے سے احتراز کر رہے ہیں۔ پینٹا گون کے ایک

ترجمان نے کہا کہ 'ہم خفیہ معلومات اور ان کی جزئیات کے حوالے سے کوئی رائے نہیں دیتے۔'

سی آئی اے اور امریکی فوج کے اسپیشل آپریشنز کے مشترکہ ادارے Joint Special Operations Command (JSOC) ڈرون طیاروں کا پروگرام مل کر چلاتے ہیں۔ معلومات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دہشت گردی اور قتل عام کے اس پروگرام میں زیادہ اختیارات کس کے پاس ہیں۔ ان رپورٹس میں دو سلائیڈز کا موضوع 2011 سے 2013 تک یمن اور صومالیہ میں انتہائی اہم کارروائیوں اور پھر ٹاسک فورس4 -Task Force 48 کے عنوان سے خفیہ فوج کی کارروائیوں پر مشتمل ہے۔ دیگر معلومات افغانستان میں اہم اہداف کی گرفتاری یا قبضے سے متعلق ہیں۔ یہ معلومات واضح کرتی ہیں کہ امریکی حکومت ڈرون طیاروں حملوں میں ہلاک ہونے والے عام لوگوں کے قتل عام کو چھپانے کی کوشش کرتی ہے۔ جن لوگوں کی شناخت معلوم نہیں ہے، یہ انہیں بھی دشمن باور کراتے ہیں۔ اگرچہ یہ لوگ حملے کا ہدف بھی نہ ہوں۔ یہ رپورٹس افغانستان میں ڈرون حملوں کی جنگ کی ایک اور تصویر پیش کرتی ہیں۔ وہ یہ کہ ڈرون حملوں میں صرف القاعدہ اور امارت اسلامیہ کے رہنما نشانہ نہیں بنتے، بلکہ دیگر مسلح گروپوں کو بھی نشانہ بنایا جاتا تھا۔

ان دستاویزات میں ایک رپورٹ یہ بھی بتاتی ہے کہ ڈرون طیارے کس طرح کارروائی کرتے ہیں۔ اس رپورٹ کے مطابق ڈرون طیاروں کے کارکن خاص کوڈز کا استعمال کرتے ہیں۔ یہ کوڈ کسی شخص کے کارڈ اور موبائل سے تعلق رکھتے ہیں۔ نشانہ بننے والے افراد کا جائے وقوع انہیں ذرائع سے معلوم کیا جاتا ہے۔

ان رپورٹوں میں ایک جگہ صومالیا اور یمن میں ڈرون طیاروں کے حملوں میں مشکوک افراد کو گرفتار کرنے کی بجائے مار دینے کا بھی ذکر کیا گیا ہے اور اس کے انٹیلی جنس نقصانات کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ یہ تحقیق 2013 میں امریکی وزارت دفاع کے انٹیلی جنس ادارے ISR(Intelligence, Surveillance, and Reconnaissance Task Force) نے کی ہے۔ انہوں نے مزید جاسوس طیاروں کا مطالبہ کیا ہے اور اپنے اہداف کی اچھی نگرانی کے لیے فوجی کشتیوں کا کردار بڑھانے کا مطالبہ بھی کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مزید ہوائی اڈے بنائے جائیں۔ مشکوک دہشت گردوں کو مار انہیں بلکہ گرفتار کیا جائے۔ بلکہ نئے فوجی اڈوں میں ان سے تفتیش کی جائے۔

اس وقت ISR کی فوج میکائل ویکرس کے تحت کام کر رہی تھی۔ یہ پینٹاگون کا جاسوس معاون تھا۔ ویکرس ڈرون حملوں کا شدید حامی تھا اور اس نے کافی عرصے سے فوج کے دائرہ کار میں خصوصی کارروائیوں میں اضافے کے لیے کوششیں کی تھی۔ اہم قانون ساز آئی ایس آر کو ڈرون طیاروں کا وکیل قرار دیتے ہیں۔

پینٹاگون کی مذکورہ تحقیق میں برطانوی شہری بلال البرجادی کے قضیے کے متعلق نئی معلومات بھی دی گئی ہیں۔ اس سے برطانوی شہریت لے لی گئی تھی اور 2012 میں اسے امریکی ڈرون کا نشانہ بنایا گیا۔ معلومات کے مطابق البرجاوی کئی سالوں سے برطانیہ سے مشرقی افریقا سفر کرتا رہا اور برطانوی و امریکی انٹیلی ادارے اس کی جاسوسی کرتے رہے۔ اسے ادارے زندہ نہیں پکڑ سکے مگر امریکا نے صومالیہ میں اسے نشانہ بنایا۔

ان معلومات کے مطابق 2001 سے واشنگٹن کی ٹارگٹ کلنگ سیریز کا تمام انحصار انٹیلی جنس سگنلز پر تھا۔ عام لوگوں کے قتل کے اعداد و شمار نہیں بتائے جاتے۔ دوسری بات یہ کہ گرفتاری سے زیادہ ہلاکت کو ترجیح دی جاتی ہے۔ رپورٹس یہ بھی بتاتی ہیں کہ افغانستان میں امریکا بے فائدہ جنگ میں گھرا ہوا ہے۔ ان رپورٹس کے مطابق امریکا مقامی باغیوں کے خاتمے کے لیے بے پناہ اخراجات برداشت کر رہا ہے، مگر یہ حملے اس جنگ کو مزید بھڑکا رہے ہیں۔ یہ خفیہ دستاویزات واشنگٹن کی حالیہ جنگوں کی اندرونی کہانیاں ہیں۔ امریکی فوج نے حال ہی میں عراق اور شام میں داعش کے خلاف ڈرون حملوں کے اضافے کی بات کی ہے اور ان ممالک میں خفیہ جنگ شروع کر رکھی ہے۔

ڈھونڈنا، سیدھا کرنا اور ختم کر دینا۔ یعنی وہ عسکری پالیسی، جس نے گیارہ ستمبر کے واقعات کے بعد سے اب تک سرحدات سے باہر جنگ گرم رکھی ہے، اس نے نئی تعریف پیدا کر دی ہے۔ اب اس نے قانونی شکل اختیار کر لی ہے۔ ڈرون حملے، رات گئے چھاپے اور دیگر طریقے، جو اب تک خفیہ رکھے گئے ہیں، ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دہشت، دہشت گردی کے خلاف جنگ کا لازمی حصہ بن چکی ہے۔ امریکی اداروں کے لیے اب یہ ایک معمول کا کام ہے۔ ذریعے کا کہنا ہے کہ فوج بھی جنگ کر سکتی ہے، مگر یہ لوگ اس طریقہ کار سے دست بردار نہیں ہوں گے، جس سے ان کے کام میں آسانی اور فائدہ ہو۔ ڈرون حملے جنگ کا سادہ، مگر موثر ذریعہ ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے امریکی فوج اور انٹیلی جنس ڈرون طیاروں کے استعمال کے عادی ہوگئے ہیں۔ اس سے رُکنا ان کے لیے بہر حال مشکل ہوگا۔ یہ اس لیے کہ طویل عرصے سے یہ لوگ ڈرون کا اسی طرح استعمال کرتے آ رہے ہیں۔

الخندق آپریشن کے اثرات

احمد مختار

امارت اسلامیہ نے 25 اپریل کو الخندق نام سے موسم بہار کے آپریشن کا اعلان کیا۔ یہ جہادی کارروائیاں اپنی نوعیت کے لحاظ سے ماضی کے آپریشنز سے الگ خصوصیات کی حامل ہیں، جن سے دشمن مرعوب ہے۔ اس آپریشن کی خصوصیات یہ ہیں کہ مجاہدین نے آپریشن کے پہلے دن قابض اور کٹھ پتلی فوج پر بھرپور اور مؤثر حملے کیے اور وہ نئے عزم کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑے۔ ہر جگہ ان کے مضبوط ٹھکانوں پر دھاوا بول دیا۔ اس سال دشمن نے ہر قسم کے ظلم وجبر کا سہارا لیا۔ ٹرمپ کی نئی جنگی حکمت عملی کے تحت نہتے شہریوں کو نشانہ بنایا اور بڑی تعداد میں مظلوم شہریوں کو شہید اور زخمی کیا گیا۔ جب کہ کٹھ پتلی حکومت نے مجاہدین سے امن کی بھیک مانگنے کی کوشش کی اور نام نہاد امن بارے بے بنیاد پروپیگنڈا کیا۔ کٹھ پتلی اشرف غنی اور ان کی ٹیم اس پروپیگنڈے میں مصروف ہے کہ 'ہم امن چاہتے ہیں اور امارت اسلامیہ کو غیر مشروط مذاکرات کی پیشکش کی ہے۔ وہ ہماری تجویز پر غور کریں۔

افغان عوام اور امارت اسلامیہ کٹھ پتلی حکومت کے جھوٹ اور پروپیگنڈے سے واقف ہیں۔ کبھی بھی اس پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ کابل حکومت کے حواریوں نے اس بار یہ پروپیگنڈا کیا کہ امارت اسلامیہ نے اشرف غنی کی جانب سے امن پیشکش پر باقاعدہ رد عمل ظاہر نہیں کیا۔ گو کہ مجاہدین نے پس پردہ اشرف غنی کی پیشکش قبول کرلی ہے۔ الخندق جہادی کارروائیوں نے دشمن کے تمام منصوبوں اور نام نہاد امن کے دعوؤں کو جھوٹ کا پلندہ ثابت کر دیا ہے۔ امارت اسلامیہ حملہ آوروں اور ان کے حواریوں کے خلاف جہاد جاری رکھنے کے اصولی مؤقف پر قائم ہے۔

اسی طرح امارت نے اس بات کی بھی وضاحت کی ہے کہ کابل کٹھ پتلی حکومت نام نہاد امن کے لیے جو کوشش کر رہی ہے، وہ صرف خوشنما نعروں تک محدود ہے۔ جب کہ امریکا کے عملی جنگی اقدامات کے نتیجے میں نام نہاد امن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ افغانستان بھر میں جارحیت پسندوں کی غیر قانونی کارروائیاں جاری ہیں۔ جب کہ کٹھ پتلی حکومت کو ان کی روک تھام کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ روک تھام کرنے کا اختیار تو دور کی بات ہے، سانحہ قندوز جیسے دل دہلا دینے والے سفاکانہ واقعے کی مذمت کرنے کی جرأت بھی نہیں ہے۔ امارت نے الخندق آپریشن کا اعلان کر کے دشمن کے تمام منصوبوں کو ناکام بنایا اور اس کے پروپیگنڈے کا عملی جواب دیا ہے۔

الخندق آپریشن کے آغاز کے بعد افغانستان میں تعینات امریکی فوج کے سربراہ نے رد عمل ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ 'مجاہدین کی کارروائیاں غیر مؤثر ثابت ہوں گی۔ ہم مجاہدین کو طاقت کے استعمال کے ذریعے امن مذاکرات پر مجبور کریں گے۔' اسی طرح وزارت دفاع نے بھی عجلت میں رد عمل ظاہر کرتے ہوئے جارحیت پسندوں کے مؤقف کی تائید کی اور مجاہدین کی جہادی

کارروائیوں کو محض ایک پروپیگنڈا قرار دیا۔' جارحیت پسندوں اور ان کے حامیوں کے دعوؤں کے برعکس الخندق کارروائیاں نہایت مؤثر ثابت ہوئیں۔ افغانستان بھر میں دشمن کو بھاری جانی ومالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ قندھار سے لے کر ہلمند، نمروز، فراہ، قندوز، ننگرہار، پکتیا، خوست، غزنی، لوگر اور دیگر صوبوں تک تمام علاقوں میں اہم اضلاع اور درجنوں چوکیاں فتح کی جا چکی ہیں۔ سیکڑوں اہل کار ہلاک ہوئے اور بھاری مقدار میں اسلحہ اور فوجی سامان بھی غنیمت میں ملا ہے۔

الخندق آپریشن کے مثبت اثرات کے علاوہ کٹھ پتلی حکومت کی جانب سے آئندہ انتخابات کے لیے ووٹر لسٹوں میں اندراج کا عمل بھی مکمل ناکامی کا شکار ہے۔ یہ بھی الخندق آپریشن کا اثر تھا کہ دشمن کی بھرپور کوشش کے باوجود بڑے صوبوں کے دارالحکومتوں میں بھی رجسٹریشن کا عمل پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ پایا۔ مختلف صوبوں میں برائے نام رجسٹریشن سینٹرز کھولے گئے، لیکن بہت جلد مجاہدین کے ممکنہ حملوں کے خوف سے رجسٹریشن کا عمل شروع کیے بغیر دوبارہ بند کر دیا گیا۔

علاوہ ازیں الخندق آپریشن کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ اس آپریشن کے آغاز سے آج تک بلاتعطل مجاہدین کی کارروائیاں جاری ہیں۔ وہ بتدریج مختلف صوبوں میں پیش رفت کر رہے ہیں۔ دشمن کے گرد گھیرا تنگ کیا جا رہا ہے۔ گزشتہ دو ہفتوں کے دوران افغانستان بھر میں کم از کم چھ اضلاع فتح کیے جا چکے ہیں۔ جب کہ پچاس سے زائد فوجی اڈے اور چوکیاں بھی فتح ہوئی ہیں۔ سیکڑوں اہل کار موت کے گھاٹ اتار دیے گئے ہیں۔ اربوں روپوں کے ہتھیار، ٹینک اور فوجی گاڑیاں تباہ یا ضبط کی گئی ہیں۔

دشمن مجاہدین کے حملوں کے خوف سے اپنے محفوظ ٹھکانوں میں بھی خود کو محفوظ تصور نہیں کرتا۔ اللہ تعالی نے مجاہدین کو رعب دیا ہے۔ چند مجاہدین کسی بڑے فوجی اڈے پر حملہ کرتے ہیں تو ایک دو گھنٹے میں اسے فتح کر لیتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ مجاہدین کو اللہ تعالی کی خاص مدد حاصل ہے۔ وہ ایمانی جذبے سے سرشار ہیں۔ اللہ کے دین کے لیے اللہ کے دشمنوں کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ وہ بظاہر مادی وسائل کے لحاظ سے کمزور ہیں، لیکن ایمانی قوت سے مالامال ہیں۔ ان کے نعرۂ تکبیر میں اللہ تعالی نے جو اثر رکھا ہے، اس کا زور دشمن کو معلوم ہے۔ کٹھ پتلی فوج جدید اور بڑے ہتھیاروں سے لیس ہے۔ اسے امریکی فضائیہ کی مدد بھی حاصل ہے۔ اس کے باوجود چند مجاہدین کے مقابلے میں وہ ڈھیر ہو کر پسپا ہو جاتی ہے۔ اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ ایک گھنٹے میں مضبوط اضلاع پر بھی مجاہدین اپنا کنٹرول قائم کر لیتے ہیں، جو اللہ تعالی کی مدد اور مجاہد عوام کی بھرپور حمایت کا واضح ثبوت ہے۔

ہمیں امید ہے الخندق آپریشن بھی غزوۂ احزاب کی طرح تاریخ رقم کرے گا۔ غزوہ احزاب تمام کافروں اور مشرکوں کے لشکر کی تباہی کا سبب بنا تھا۔

اسی طرح الخندق آپریشن بھی صلیبی قوتوں اور ان کے کارندوں کی تباہی اور ناکامی کا سبب بنے گا۔ ہمیں امید ہے اللہ تعالی مجاہدین کو فتوحات سے نوازیں گے۔ انہیں اس تاریخی معرکے میں سرخ رُو کر کے کامیابی سے ہمکنار کریں گے۔

جنرل نکلسن کا ناکارہ دباؤ!

صبغت اللہ اسعد

افغانستان میں قابض امریکی فوج کے سربراہ جنرل نکلسن نے گزشتہ ماہ کہا تھا کہ انہوں نے مجاہدین پر جنگی، سول اور مذہبی دباؤ بڑھادیا ہے، تاکہ انہیں مذاکرات کا راستہ اختیار کرنے پر مجبور کیا جاسکے۔ فوجی دباؤ کے حوالے سے جنرل نکلسن کا مطلب یہ تھا کہ فضائی حملوں اور رات کے چھاپوں میں کئی گنا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ سول دباؤ سے متعلق ان کا مطلب یہ تھا کہ انٹیلی جنس اداروں کی جانب سے چند لوگوں کو سول سوسائٹی کے نام پر کھڑا کیا گیا ہے، جنہوں نے حال ہی میں ہلمند اور دیگر علاقوں میں امن عمل کے نام پر ریلیاں نکالی تھیں۔ مذہبی دباؤ کے حوالے سے امریکی جنرل کا مطلب یہ تھا کہ بہت بڑی آبادی والے مسلم ملک انڈونیشیا میں افغانستان، پاکستان اور انڈونیشیا کے علماء کانفرنس میں جنرل نکلسن کی فرمائش کے مطابق وہ یہ فتویٰ جاری کریں گے کہ 'افغانستان میں قابض امریکی فوج کے خلاف افغان عوام کا جہاد غیر اسلامی اور ناجائز ہے۔'

فوجی دباؤ کے تحت جنرل نکلسن کی کمان میں امریکی فورسز نے دینی مدارس، مساجد، حفاظ کرام کی دستار بندی کی تقریبات اور رہائشی علاقوں کو درندگی کا نشانہ بنایا۔ افغانستان بھر میں سیکڑوں نہتے شہریوں کے گھروں پر وحشیانہ بمباریاں کی گئیں۔ مجاہدین کے ساتھ تعاون کے جرم کی پاداش میں سیکڑوں افراد کو نشانہ بنایا گیا۔ جب کہ فصلوں اور بازاروں کو تباہ کیا گیا۔ جنرل نکلسن کا فوجی دباؤ بھی ناکامی کا شکار ہوا۔ نہتے شہریوں پر مظالم کی انتہا کر دی گئی۔ البتہ اللہ کے فضل و کرم سے مجاہدین نے نکلسن کے فوجی دباؤ کے دوران الخندق آپریشن کا اعلان کیا، جس کے تحت مجاہدین نے دشمن پر جارحانہ حملوں کا آغاز کیا۔ بگرام ایئر بیس میں درجنوں امریکی فوجیوں کو ہلاک کیا گیا۔ سیکڑوں کی تعداد میں کٹھ پتلی فوجی، پولیس اور لیویز اہل کاروں کو منطقی انجام تک پہنچایا گیا۔ ایک درجن اضلاع کی فتوحات کے علاوہ صوبہ فراہ فتح کرتے وقت پانچ لاکھ ڈالر مالیت کا اسلحہ بھی غنیمت میں ملا۔

سول دباؤ تو اتنا شرمناک عمل تھا کہ بھرپور عوامی تائید حاصل کرنے کے دعوؤں کے باوجود امن ریلی میں بمشکل دو سو افراد نے شرکت کی۔ عوام نے انٹیلی جنس اداروں کے ایماء پر امن عمل کو مسترد کر دیا اور اس سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔ مذہبی دباؤ کے تحت انڈونیشیا میں جنرل نکلسن کی فرمائش اور منصوبے کے تحت جو کانفرنس منعقد کی گئی، اس میں افغانستان، پاکستان اور انڈونیشیا کے چند علماء نے شرکت، کی تاہم اللہ کے فضل و کرم سے کٹھ پتلی حکومت اور جنرل نکلسن کی بھرپور کوششوں کے باوجود علماء نے فتویٰ جاری کیا اور نہ ہی جنرل نکلسن کی خواہش کے مطابق اس کانفرنس کے اثرات مرتب ہوئے۔ ہم جنرل نکلسن کو مخاطب کرتے ہیں کہ ان تین شیطانی حربوں میں ناکامی کے بعد اب مزید کیا ارادے اور عزائم ہیں؟! مجاہدین نے تینوں دباؤ مسترد کر دیے اور عملی طور پر ثابت کیا کہ دشمن کے تمام عزائم ناکام بنائے جائیں گے۔ اللہ کے فضل سے مجاہدین نے دشمن کے تمام چیلنجز کا حوصلے کے ساتھ مقابلہ کیا اور دشمن کی تمام سازشوں کو ناکام بنایا۔

امید ہے جس طرح جنرل نکلسن کی تمام چالیں ناکام ثابت ہوئیں، ان کے منصوبوں کی ناکامی کے بعد انہیں افغانستان میں امریکی فوج کی کمان کے اعلیٰ منصب سے سبک دوش کیا گیا اور بوجھل دل کے ساتھ ہزیمت اٹھاتے ہوئے افغانستان چھوڑ گئے۔ ان شاء اللہ قابض دشمن کی مزید چالیں بھی اسی طرح ناکام رہیں گی۔ اللہ کے فضل سے ایک دن ضرور مجاہدین کو کامیابی ملے گی۔ افغانستان آزاد ہو گا اور اس میں لاکھوں شہداء کی لازوال قربانیوں کے نتیجے میں اسلامی نظام نافذ ہو گا۔

فراہ میں کیا ہوا؟

حبیب مجاہد

مجاہدین نے دس مئی کو فراہ کے صوبائی دارالحکومت پر دو اطراف سے حملہ کیا اور ضلع بالا بلوک کی طرف سے ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر حملہ شروع کیا، کچھ دیر بعد فراہ کے مرکز میں دشمن کی تمام چیک پوسٹوں کو مجاہدین نے فتح کیا اور دارالحکومت کی جانب پیشرفت شروع کی، دشمن نے اعتراف کیا کہ بالا بلوک میں طالبان نے بیس پر قبضہ کر کے 23 پولیس اہلکاروں کو ہلاک کر دیا گیا اور اسی طرح دارالحکومت کے قریب ایک فوجی اڈے میں 18 فوجی ہلاک ہوئے، اور اس علاقہ پر مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کیا۔

اسی رات مجاہدین نے فراہ سے 120 کلومیٹر دور ضلع وجوین پر حملہ کیا اور مختصر جنگ کے بعد ضلعی مرکز پر قبضہ کر لیا جس میں اجرتی فورسز کے درجنوں اہل کار مارے گئے، پارلیمنٹ میں فراہ کے نمائندوں نے کہا کہ حکومتی فورسز کے ساتھ جھڑپوں میں طالبان نے متعدد علاقوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ پانچ لاکھ ڈالر مالیت کے ٹینکوں، فوجی گاڑیوں اور اسلحہ ضبط کر لیا گیا۔

15 مئی کو مجاہدین نے فراہ شہر پر مشرق اور مغرب کی جانب سے دوبارہ حملہ کیا، مجاہدین کا خصوصی دستہ جو لیزر گنوں اور جدید ہتھیاروں سے لیس تھا نے رات کے اندھیرے میں دو اطراف سے فراہ شہر کی فرنٹ لائن پر حملہ کیا اور دونوں سے شہر میں داخل ہوگئے، گورنر اور دیگر اعلیٰ حکام رات کو تین بجے خصوصی طیارہ میں کابل فرار ہوگئے، مجاہدین نے صبح تک سیکورٹی اور انٹیلی جنس کے دفاتر پر سفید پرچم لہرا دیا جن کی تصویریں فیس بک پر شائع کر دی گئیں۔

صبح سے دوپہر تک مجاہدین شہر میں پیش رفت کر رہے تھے، شہر کے مختلف سرکاری عمارات پر مجاہدین نے کنٹرول حاصل کیا اور مرکزی چوک پر بھی سفید پرچم لہرایا جن کی ویڈیوز فیس بک پر شائع کر دی گئیں، ویڈیو فوٹیج کے مناظر میں دیکھا گیا کہ مجاہدین نے پولیس کی چوکیوں کو آگ لگا دی اور شہر کے مرکزی چوک پر تلاشی لے رہے تھے۔

دوپہر المجاہدین کے ترجمان قاری یوسف احمدی نو دوسروں (شہر کا سب سے حراست میں لیا گیا تھا کو سہ پہر کو امارت اسلامیہ کے ترجمان قاری محمد یوسف احمدی نے خبر شائع کی کہ شہر کے بڑے حصے پر مجاہدین حاکم ہوگئے ہیں، انٹیلی جنس ڈائریکٹوریٹ، چہار پاس، حیدر علی، مرکزی جیل اور دیگر سرکاری عمارات پر مجاہدین نے اپنا کنٹرول قائم کیا، دشمن کے ساتھ جھڑپوں کے دوران کمانڈر واحد خان گیارہ اہل کاروں سمیت ہلاک ہوا، انٹیلی جنس دفتر میں کمانڈر نبی بیس اہل کاروں سمیت ہلاک ہوا جبکہ درجنوں اہل کار زخمی اور گرفتار ہوئے جن میں سیکورٹی کمانڈر عبدالرزاق بھی شامل ہے۔

دوسری جانب دشمن کے کمانڈوز پر ایک مجاہد نے فدائی حملہ کیا جس میں 32 کمانڈو اہل کار ہلاک ہوئے جن کی لاشیں میدان جنگ میں پڑی ہیں جبکہ مجاہدین نے پولیس ہیڈ کوارٹر اور گورنر ہاؤس پر حملہ کیا جس میں بھی درجنوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوئے۔

مجاہدین سارا دن اپنی کامیابیوں کی تصاویر شائع کرتے رہے جبکہ حکومت سے منسلک سوشل میڈیا پر سرگرم کارکنان اشرف غنی اور عبداللہ کو گالیوں سے نوازتے رہے، راد منش، ہارون چخانسوری اور دیگر سرکاری ترجمانوں نے جھوٹ کا سہارا لیکر دعوی کیا کہ فراہ میں صورتحال پر قابو پانے کے لئے تازہ دم دستے روانہ کر دیئے گئے اور ایک تصویر بھی جاری کر دی جس میں فراہ شہر کے اندر کمانڈو موجود ہیں تاہم طلوع نیوز نے اس جعلی تصویر کا پول کھول دیا اور ثابت کر دیا کہ تصویر بہت پرانی ہے۔

کابل انتظامیہ میں صرف صوبائی کونسل کے سربراہ میڈیا کو پل پل کی خبر دے رہے تھے، فراہ کے گورنر بصیر سالنگی نے صبح کے وقت فیس بک پر دعوی کیا تھا کہ وہ احمد شاہ مسعود کے شاگرد ہیں اور آخر دم تک طالبان کے ساتھ مقابلہ کریں گے لیکن دوپہر کے بعد فون بند کر دیا اور بی بی سی کے نامہ نگار محمد قاضی زادہ کے مطابق فراہ سے فرار ہوا۔

اسی دن کے دوران حکومتی اہلکاروں نے توقع ظاہر کی کہ امریکی فورسزان کی مدد کے لئے میدان جنگ میں کود پڑیں گی لیکن شام کے وقت قابض فوج کے سربراہ نے ٹویٹر پر صرف A-10 طیارہ کی تصویر ٹویٹ کی اور ممکن ہے ان کا خیال یہ تھا کہ طالبان یہ تصویر دیکھ کر فراہ سے مزاحمت کے بغیر پسپا ہو جائیں گے۔ دوسری رات فراہ میں جنگ بند ہوئی، صوبائی کونسل کے سربراہ فرید بختور نے اعلان کیا کہ شہر کے 80 فیصد حصہ پر طالبان نے اپنا کنٹرول قائم کیا ہے، فراہ شہر کے لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ گئے اور کچھ لوگوں نے شہر سے باہر نقل مکانی کی ہے۔ حکام کو پتہ نہیں تھا کہ معمولی جھڑپ کے بعد طالبان صوبائی دارالحکومت پر کنٹرول قائم کریں گے اور سرکاری فورسز پسپائی اختیار کریں گی کیوں کہ حکومتی فورسز تمام تر جدید وسائل اور اسلحہ سے لیس ہیں اور انہیں امریکی فضائیہ کی مدد بھی شامل ہے اس کے بعد ان کے حوصلے اتنے پست ہوگئے ہیں کہ طالبان کا نام سنتے ہی پسپائی اختیار کرتی ہیں، مجاہدین نے بہترین حکمت عملی کے تحت فراہ شہر پر دو اطراف سے حملہ کیا اور کچھ ہی دیر بعد شہر میں داخل ہوگئے، سرکاری فورسز نے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے تمام چوکیوں کو خالی کر دیا۔ فراہ کو فتح کرنے سے مجاہدین نے پیغام دیا کہ وہ سرکاری فورسز پر کتنے حاوی ہیں اور ان کے حوصلے کتنے بلند ہیں سرکاری فورسز کے مقابلے میں ان کے وسائل بھی بہت کم ہیں لیکن اللہ تعالی کی نصرت اور مجاہد عوام کی حمایت سے وہ بہرہ ور ہیں اور اسی وجہ سے وہ مسلسل فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔

عزائم حقانی

مسئلہ افغان سے متعلق سعودیہ میں علماء کانفرنس

- سعودیہ میں افغان مسئلے سے متعلق ہونے والی کانفرنس کتنی اہم رہے گی اور افغان جہاد پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے؟
- میں کہتا ہوں، جب تک بجائے خود افغان عوام جنگی فریقین پر دباؤ نہیں ڈالیں گے، سعودیہ یا کوئی اور ملک ہمیں امن دے سکتا ہے اور نہ جنگ ختم کرا سکتا ہے۔ جنہوں نے ہمارے ملک میں جنگ کی آگ بڑھکائی ہے، اس جنگ کا سبب بنے ہیں، اُن کے خاتمے تک امن مل سکتا ہے نہ سکون۔
- آپ کیا سمجھتے ہیں کہ کانفرنس میں ان مسائل اور عوامل پر بات نہیں کی جائے گی، جن سے یہ ملک جنگ کا مرکز بنا ہے؟
- میرے خیال میں جو کچھ جنگ کے خاتمے یا حقیقی قیامِ امن کے لیے ضروری ہے، اس کانفرنس میں ان اقدامات پر بات ناممکن ہے۔ اس کانفرنس کے شرکاء کو یہ اختیار دیا ہی نہیں گیا کہ وہ ان موضوعات پر بحث کریں، جو جنگ کا باعث ہیں۔
- ان مسائل پر بات کیوں نہیں کی جاتی، جو جنگ کے خاتمے اور قیامِ امن میں کردار ادا کرتے ہیں اور اس میں رکاوٹ کون ہے؟
- مسائل پر اس لیے بات نہیں کرنے دی جاتی کہ جنگ بندی اور امن کے سچا ارادہ اور عزم موجود نہیں ہے۔ دراصل یہ جنگ امریکا نے شروع کی ہے۔ لہذا اس کے خاتمے کا سو فیصد اختیار بھی امریکا کے پاس ہے۔ اگر امریکا واقعتاً چاہتا ہے کہ افغانستان میں امن ہو اور یہاں افغانوں کی مرضی کا نظام قائم کیا جائے تو امریکا یہ کر سکتا ہے، مگر امریکا یہ چاہتا ہی نہیں ہے کہ یہاں جنگ ختم ہو۔ کیوں کہ امریکا کے مفادات اسی میں ہیں۔ کابل انتظامیہ جنگ بندی اور امن کے حوالے سے آزاد و خود مختار نہیں ہے۔ اس کا ذاتی کوئی مؤقف نہیں ہے۔ جو امریکا کی مرضی ہو گی، وہی اِن کی مرضی ہو گی۔ جو کچھ اِن کی زبان سے نکلتا ہے، وہ امریکی مؤقف کا مقامی زبان میں ترجمہ ہوتا ہے۔ یعنی کابل انتظامیہ امن یا جنگ کے حوالے سے بااختیار نہیں ہے۔ اس کی طے کردہ کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ یہ محض برائے نام انتظامیہ ہے، اسے چلانے یا بند کرنے کا سارا اختیار امریکا کے پاس ہے۔
- پڑوسی ممالک کے حوالے سے اتنا کہوں گا کہ اگر وہ واقعتاً افغانستان میں امن چاہتے اور افغان مسئلہ ختم کرنا چاہتے ہیں تو انھیں اور امریکا پر دباؤ ڈالیں۔ اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل میں بات رکھیں کہ کب تک افغان عوام مصائب جھیلیں گے؟ ان کے مستقبل کا فیصلہ بیرونی قوتیں کیوں کرتی ہیں؟ اس طرح پڑوسی ممالک کا کردار افغانستان میں جنگ بندی اور امن کے قیام میں مؤثر رہے گا۔ اگر وہ سچ میں امن چاہتے ہیں!!
- امارت اسلامیہ کا کہنا ہے کہ ہم پر جنگ مسلط کی گئی ہے۔ ہمیں جنگ پر مجبور کیا گیا ہے۔ ہمارا قائم کیا ہوا نظام ختم کیا گیا ہے۔ ہم پر جارحیت کی گئی ہے۔ ہمارا جائز اور قانونی حق پامال کیا گیا ہے۔ ہم نے کسی کی زمین اور ملک پر حملہ نہیں کیا۔ ہم اور ہمارے ہم وطنوں کی زندگی اجیرن کر دی گئی ہے۔ ہم سے اپنے نظام اور حکومت کے قیام کا حق چھینا گیا ہے۔ ہماری آزادی اور استقلال کا حق چھینا گیا ہے۔ لہذا ہمیں دنیا بھر کے قوانین نے آزادی اور دفاع کا حق دیا ہے۔ نتیجہ ہم جنگ کر رہے ہیں۔ اگر امریکا اپنے غلط کردار کی اصلاح کے بجائے ہم سے ہتھیار ڈالنے اور جنگ بندی کا مطالبہ کرتا ہے تو ہم اپنے اسلامی اور قومی حقوق کے لیے جنگ کریں گے۔ اپنا حق حاصل کرنے کا یہ آخری طریقہ ہے۔ امارت اسلامیہ یہی کہتی ہے کہ وہ اسی لیے حالت جنگ میں ہے، تاکہ یہاں جاری ظلم و ستم کا خاتمہ کیا جائے۔ امارت اسلامیہ اللہ کے حکم پر اٹھی ہے اور کفار کے ناپاک قدموں سے اپنی سرزمین کی آزادی کو مقدس جہاد سمجھتی ہے۔
- رواں جہاد پوری قوم کے تحفظ اور جارحیت کے خاتمے کے لیے شرعی بنیادوں پر جاری ہے۔ یہ کوئی شوقیانہ یا مادیات کی جنگ نہیں ہے، جسے ہماری قوم نظر انداز کر دے۔ یہ اسلام اور کفر کے درمیان فیصلہ کن معرکہ ہے، جسے کامیابی کی منزل تک پہنچانا تمام مسلمانوں کی ذمہ داری ہے۔ جب تک مسلم خطوں میں بیرونی قوتیں موجود ہیں، امن کے حوالے سے کانفرنسیں اور اجتماعات کوئی مثبت نتیجہ نہیں دے سکتیں۔ جو علماء سعودیہ کانفرنس میں شریک ہیں، ان سے ہمارا مطالبہ ہے کہ اسلامی، شرعی اور عالمی قوانین کی روشنی میں بیرونی قوتوں سے کہہ دیں کہ افغانستان میں تمہارا وجود افغانستان میں جنگ کا باعث اور سبب ہے۔ اگر کھلی آنکھوں اور عقل سلیم کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمیں یہ معلوم ہو گا کہ افغانستان میں جاری جنگ امریکا کی شروع کردہ ہے۔ ایک ناجائز اور ظالمانہ جارحیت کے ذریعے افغان سرزمین اور فضا پر جارحیت کی گئی ہے۔ افغان عوام کی قربانی کے نتیجے میں قائم ہونے والے اسلامی نظام کا خاتمہ کیا گیا۔ اس کی جگہ ایسا نظام قائم کیا گیا، جو دنیا بھر کے کرپٹ ممالک کی فہرست میں دوسرے اور تیسرے نمبر پر رہتا ہے۔ اتنی منتشر اور غیر منظم حکومت، جو ایک گورنر کو ہٹانے کا اختیار بھی نہیں رکھتی۔
- جنگ امریکا نے شروع کی ہے۔ اس کا اختتام بھی امریکا کے پاس ہے۔ جب تک جارحیت رہے گی یا بیرونی قوتیں موجود رہیں گی، جہاد جاری رہے گا۔ اگر کوئی واقعتاً جنگ کا خاتمہ چاہتا ہے تو پھر وہی راستہ اختیار کیا جائے، جو واقعتاً جنگ کے خاتمے میں مؤثر ہو۔

الخندق ایک تاریخی آپریشن ہے

عبید تنویر

امارت اسلامیہ نے منصوری آپریشن کے فاتحانہ اور کامیاب اختتام کے بعد نئے موسم بہار کی آمد کے موقع پر 25اپریل کو الخندق آپریشن کا اعلان کیا۔ مجاہدین نے اعلان کے ساتھ ہی افغانستان بھر میں دشمن پر جارحانہ حملوں کا آغاز کردیا۔ مصدقہ اطلاعات کے مطابق الخندق آپریشن کے تحت مجاہدین ہر روز دشمن کے زیر کنٹرول اضلاع اور فوجی اڈے فتح کر رہے ہیں۔ اسی طرح ہر روز دشمن کے درجنوں اہل کار مارے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں مجاہدین بگرام ائیر بیس میں موجود قابض امریکی فوجیوں پر بھی راکٹ اور میزائل حملے کرتے ہیں۔

امارت اسلامیہ اسلام کے دفاع، افغانستان کی آزادی، سالمیت اور دینی اقدار کے تحفظ کے لیے قابض قوتوں اور کٹھ پتلی فورسز کے خلاف جاری جہادی مزاحمت کو شرعی، قانونی، اخلاقی اور دفاعی ضرورت سمجھتی ہے۔ کیوں کہ سفاک دشمن نے ہر موقع پر مقدس مقامات سے لے کر نہتے شہریوں تک کسی کو معاف نہیں کیا۔ علمائے کرام، قرآن کریم کے حفاظ، قبائلی رہنماؤں اور عام افغانوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔ بڑے بڑے شہروں، مارکیٹوں، صحت کے مراکز، مقدس مقامات، باغات، فصلوں اور نجی املاک کو صفحہ ہستی سے مٹانا دشمن کا بہترین مشغلہ ہے۔ ہزاروں شہری دشمن کی جیلوں میں قید ہیں، جن پر بہیمانہ تشدد کیا جاتا ہے۔ جب کہ ہر موقع پر کٹھ پتلی فورسز نے جارحیت پسندوں کی مدد کی ہے۔

جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی فورسز کے مظالم کے خلاف اور ان کے مذموم عزائم کو ناکام بنانے کے لیے امارت اسلامیہ نے الخندق آپریشن کا اعلان اور آغاز کیا تاکہ وطن عزیز کو دشمن کے شر اور سازشوں سے محفوظ رکھیں اور نہتے عوام کو ان کے مظالم سے نجات دلائیں۔

جارحیت پسند اور کٹھ پتلی حکام یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ الخندق آپریشن کی بنیاد پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ ہجری میں ذوالقعدہ کی آٹھ تاریخ کو یہودیوں اور مشرکین کا بڑا منصوبہ ناکام بنایا، جنہوں نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کے لیے لشکر تیار کیا تھا۔ 24ہزار مسلح فوج مدینہ منورہ کے قریب پہنچی تو ایک ماہ مسلسل زور آزمائی کی جاتی رہی۔ تاہم وہ ایک انچ بھی پیش قدمی نہیں کرسکا اور آخر کار شکست سے دوچار ہو کر راہ فرار اختیار کرگیا۔

ہمارا اللہ تعالی پر مکمل یقین اور بھروسہ ہے کہ اس پیغمبرانہ بنیاد کی برکت سے مجاہدین کے حملوں اور جہادی کارروائیوں میں اتنی شدت آئے گی کہ دشمن کے تمام منصوبے ناکام ہو جائیں گے۔ قابض امریکی جارحیت پسندوں کا مقصد اسلام اور افغانوں کا خاتمہ ہے۔ اُن کی روزِ اول سے اسلام کے خلاف سازشیں جاری ہیں۔ اللہ کے فضل اور مجاہدین کے لازوال قربانیوں کی بدولت ان کی تمام چالیں ناکام ثابت ہوئیں۔ امارت اسلامیہ کی قیادت میں افغان عوام کی مزاحمت جاری ہے، جو ایک دن ضرور رنگ لائے گی۔ افغانستان دشمن کے شر سے محفوظ ہوگا اور یہاں اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کی جانے والی جدوجہد کامیاب ہوگی۔ سترہ برس کے دوران ہزاروں قابض فوجی ہلاک اور زخمی ہوئے۔ دنیا کے سامنے دشمن کی حقیقت واضح ہوئی۔ اس کا مکروہ چہرہ بے نقاب ہوا۔ مجاہدین الخندق آپریشن کے تحت اپنی کارروائیاں جاری رکھیں گے۔ انہیں اللہ تعالی کی مدد اور افغان عوام کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔ شکست دشمن کا مقدر ہے۔ ان شاءاللہ تعالی

خالد روان

حنیف اتمر کا بویا ہوا خاردار پودا

داعش وحشت، سربریت، مسلمانوں کے قتل اور یہودیوں کے منصوبے کا نام ہے۔ خلافت ان کی آرزو ہے اور نہ خلافت ان کے ہاتھوں قائم ہو سکتی ہے۔ داعش ایسے منصوبے کا نام ہے، جس کی جنگ کے لیے قربانی مسلمانوں کو دینا پڑتی ہے۔ پوری دنیا جان چکی ہے کہ اُسے صرف مسلمانوں کے قتل عام کے لیے امریکا اور اسرائیل بنایا ہے۔ وہی اسے جدید سے جدید اسلحہ دیتے اور اس کی فنڈنگ کرتے ہیں۔ داعش فلسطین کی تنظیم حماس کو دھمکی دیتی ہے، مگر صہیونی تنظیم کے حامیوں کو کچھ نہیں کہتی۔ (اگرچہ حماس بھی آج کل پٹڑی سے اتری ہوئی ہے۔)

داعش افغانستان، عراق اور شام میں صرف مسلمانوں کو مارتی ہے۔ مجاہدین کے خلاف سب سے بڑی رکاوٹ داعش ہے۔ داعش نے وہاں مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ جبهة النصرہ، شامی مجاہدین اور القاعدہ پر خودکش حملے کیے، مگر امریکا، روس اور بشارالاسد کے حامیوں کی طرف میلی آنکھ سے دیکھا تک نہیں۔ داعش نے اتنا بڑا ایران چھوڑ دیا اور افغانستان آگئی۔ چاہیے تو یہ تھا کہ داعش نیمروز، ہرات اور فراہ میں جلوہ گر ہوتی، مگر یہ اچانک ننگرہار پہنچ گئی۔ اس نے اپنی پہلی جنگ امارت اسلامیہ کے خلاف شروع کی۔ ضلع اچین میں داعش کی وحشیانہ کارروائیوں کی مثالیں اب تک لوگوں کے ذہنوں میں تازہ ہیں۔ دو مہینے قبل اچین میں دو اجتماعی قبروں کا انکشاف ہوا۔ جس میں داعش نے عام مسلمانوں کو اجتماعی طور پر شہید کیا اور کمیونسٹ انتظامیہ کے وحشیوں کی طرح سب کو اجتماعی طور پر دفن کیا تھا۔ داعش نے ایک بار پھر روس کی یاد تازہ کر دی ہے۔ ضلع اچین، کوٹ، ہٹی کوٹ، چپرہار، پچیرا گام اور خوگیانو کے واقعات تو سنتے ہی روح کانپ جاتی ہے۔ داعش نے ان علاقوں میں کتنے مظالم ڈھائے ہیں! حالیہ گزشتہ سرما میں ہزاروں خاندان ان وحشیوں کے ہاتھوں بے گھر ہوئے اور خوگیانو کے کچھ علاقوں میں اب تک لوگ اپنے گھروں کو نہیں لوٹ سکے۔

امریکا، نیٹو اور نیشنل سکیورٹی اداروں کی جانب سے بہت اچھا منصوبہ تشکیل دے کر اسے بڑھایا گیا ہے۔ داعش کے نام پر کچھ ڈاکوؤں کو مسلح کر کے امارت اسلامیہ کو توڑنے کی کوشش کی گئی۔ امارت کو ہتھیار ڈالنے کو کہا گیا، مگر کامیابی نہیں ملی۔ پکتیکا کے سابق گورنر عبدالکریم متین کی وہ باتیں اب بھی یاد ہیں، جب انہوں نے کہا تھا کہ افغان انٹیلی جنس کے اہل کاروں نے اس صوبے میں دو لاکھ ڈالر لوگوں میں تقسیم کیے کہ داعش کے نام پر اٹھیں۔ متین اپنی اس گفتگو کے چند دن بعد اپنے عہدے سے ہٹا دیے گئے۔ عوامی جرگے کے بہت سے اراکین نے کھلم کھلا کہا کہ ’داعش کے پیچھے نیشنل سکیورٹی کونسل کے سربراہ حنیف اتمر کا ہاتھ ہے۔ داعش اسی کے اشارے پر عوام کو قتل کرتے اور افغانستان میں مذہبی جنگ بھڑکانے کی کوشش کی کرتی ہے۔ افغانستان میں سنی، شیعہ، ہندو اور سکھ تاریخ کے طویل دورانیے میں ہمیشہ پُرامن طریقے سے رہے ہیں۔ خانہ جنگیوں کے علاوہ تمام ادوار میں اب تک سب نے پرامن طریقے سے زندگی گزاری ہے۔ داعش عراق کا کھیل یہاں بھی کھیلنا چاہتی ہے۔ سنی شیعہ کو ایک دوسرے کے خلاف جنگ پر ابھارتی ہے۔

کچھ دن قبل کابل میں الیکشن آفس پر حملہ ہوا۔ داعش نے چند لمحے بعد ہی اس کی ذمہ داری قبول کر لی۔ اس نے کہا ہے کہ ’حملہ ایرانی شہری ابوالبراء الشیرازی نے کیا ہے۔‘ یہ پہلی بار ہوا ہے کہ افغان داعش میں بیرون ملک اور پھر ایرانی شہری نے شامل ہو کر افغانستان میں حملہ کیا ہو۔ اس کی ذمہ داری بھی داعش نے قبول کی ہے۔ حالانکہ ایران نے داعش کے خلاف عملی طور پر عراق اور شام میں جنگ شروع کر رکھی ہے۔ داعش نے گزشتہ چند سالوں میں تمام واقعات میں اہل تشیع ہی کو نشانہ بنایا ہے۔ شیعہ عبادت گاہیں، ریلیاں، اجتماعات اور دیگر پروگراموں پر حملے کیے ہیں۔ یہی داعش سنیوں کو ورغلا کر شیعوں پر حملے کراتی ہے، تاکہ مذہبی جنگ کی آگ بھڑکائی جائے اور افغانستان ایک بار پھر 90 کی دہائی میں چلا جائے۔ داعش کے اس حملے میں 170 افراد زخمی ہوئے، جن میں سے اب تک 70 افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ 100 سے زیادہ زخمی ہیں، جن میں خواتین، بچے، بوڑھے اور نوجوان سب شامل ہیں۔

داعش نے ننگرہار کے ضلع چپرہار میں تین ڈاکٹر بھائیوں کو ذبح کر دیا۔ داعش نے اس ضلع میں مجاہدین کے نام سے اسکول پرنسپل، اساتذہ، طلباء اور دیگر بے گناہ افراد کو شہید کر دیا۔ جب کہ اس قتل عام کی ذمہ داری مجاہدین پر ڈال دی۔ عوامی عمائدین کے بڑے جرگے کا سربراہ فضل الہادی مسلم یار وہ شخص ہے، جو داعش کو اسلحہ فراہم کرتا ہے۔ اس کے زخمیوں کا علاج کابل اور ننگرہار میں کیا جاتا ہے۔ داعش کی ساری مدد بھی مسلم یار کرتا ہے۔ حنیف اتمر اور مسلم یار کے بوئے ہوئے خاردار پودے اب معاشرے کو زخمی کر رہے ہیں۔

حبیب مجاہد

جنگجو عزیز اللہ کے مظالم اور انجام

رواں سال 28 جون کی رات کو میڈیا پر یہ خبر نشر ہوئی کہ کابل کے علاقے مکروریان میں صوبہ پکتیکا سے تعلق رکھنے والے امریکا کے سب سے خاص جاسوس اور ظالم جنگجو 'عزیز اللہ کاروان' کو قتل کر دیا گیا ہے۔ اس خبر کو میڈیا نے کچھ زیادہ اہمیت نہ دی۔ البتہ سوشل میڈیا پر یہ خبر کئی دنوں تک موضوع بحث بنی رہی۔ کیوں کہ عزیز اللہ کاروان اپنے مظالم کی وجہ سے پورے افغانستان، بلکہ بین الاقوامی سطح پر مشہور ہو چکا تھا۔ مجاہدین کے شروع کردہ الخندق آپریشن کی بڑی کارروائیوں میں ایک عزیز اللہ کاروان کا قتل بھی ہے۔

درندہ نما 'عزیز اللہ کاروان' کا تعلق صوبہ پکتیکا کے ضلع ارگون کے علاقے کلاخیل سے تھا۔ جب آج سے سترہ سال قبل امریکا نے افغانستان پر ظالمانہ جارحیت کی، تب عزیز اللہ کی عمر محض بیس سال تھی۔ وہ اپنے گزر بسر کے لیے پکتیکا سے کابل تک ٹیکسی چلاتا تھا۔ امریکی جارحیت کے ساتھ ہی پرانے جنگجو ایک مرتبہ پھر سر اٹھانے لگے۔ انہوں نے اپنے ذریعہ معاش کی خاطر امریکا کے لیے کرائے کا قاتل بننے کا فیصلہ کیا۔ ان افراد میں سے ایک کمانڈر زکیم خان بھی تھا، جس نے ارگون، برمل اور اس سے ملحق علاقوں میں امریکا کی مدد سے ایک مقامی جنگجو ملیشیا کی بنیاد رکھی۔ عزیز اللہ کاروان بھی اس ملیشیا میں شامل ہوا اور سب سے پہلے شکین نامی امریکی کیمپ سے امریکی فوج کی ہدایات پر مجاہدین اور دین دار عوام کے خلاف کارروائیوں کا آغاز کیا۔ اس وقت پکتیکا میں مجاہدین کی جہادی کارروائیوں کا محض آغاز ہوا تھا۔ زکیم اور عزیز اللہ کاروان مجاہدین کی جہادی کارروائیوں کو دبانے میں امریکا کے لیے سب سے زیادہ وفادار اور ہر آپریشن میں پیش پیش تھے۔ گھروں میں گھس کر بے گناہ لوگوں پر تشدد، گرفتاریاں اور ان کے قتل میں یہی کمانڈر ملوث رہے ہیں۔ کئی عام شہریوں کو مجاہد اور القاعدہ ڈکلیئر کر کے گرفتار کیا، جن میں سے اکثریت کو گوانتامو بھیج دیا گیا۔

عزیز اللہ ظالم امریکا کے لیے وفاداری میں اپنا ایک نام رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ امریکی فوج کے کمانڈروں کی نظرِ کرم اس پر جا ٹھہری اور اسے خصوصی فوجی ٹریننگ دینے کے لیے منتخب کیا گیا۔ بعد ازاں امریکا نے اسے 'اسپیشل بریگیڈ' کے نام سے ایک جنگی گروپ کا کمانڈر مقرر کیا۔ یہ ایک خاص جنگی گروپ تھا، جس نے امریکی اڈوں میں خصوصی تربیت حاصل کی تھی۔ اس گروپ کو ہر کارروائی میں امریکی فضائیہ کی مکمل مدد حاصل ہوتی تھی۔ اسی وقت سے امریکا کی مدد سے عزیز اللہ کو لوگوں کے حواس پر مسلط کرنے، اس کی شہرت اور رسوخ کا سلسلہ شروع ہوا۔ برمل، اورگون، خیر کوٹ، زیروک، شکین سمیت کئی علاقوں میں اس کی کمان میں سیکڑوں مقامی جنگجو اکٹھے ہو گئے۔ عزیز اللہ کو سب سے زیادہ اختیارات اور ہر قسم کی کارروائی کی مکمل آزادی دی گئی۔ اس طرح عزیز اللہ نے لوگوں پر عرصۂ حیات تنگ کرنا شروع کیا اور پکتیکا کے مذکورہ اضلاع میں ایک خونخوار، بے رحم اور ظالم کمانڈر کے طور پر مشہور ہو گیا۔

گزشتہ ڈیڑھ عشرے سے عزیز اللہ کاروان اور اس کے جنگجو صوبہ پکتیکا میں حکومت کی ایک مضبوط فورس کے طور پر جانے جاتے تھے۔ سی آئی اے کا ان سے براہِ راست رابطہ تھا۔ 2011 میں عزیز اللہ کو پورے صوبے کی جنگجو ملیشیا کی کمان سونپ دی گئی۔ اس کی رہنمائی میں پورے صوبے میں مقامی اور ملکی جنگجوؤں کے ٹولے تشکیل دیے گئے، جو اب بھی کئی علاقوں میں موجود ہیں۔ حالیہ دنوں جب افغان وزارت داخلہ کی جانب سے 'صفر یک قطعہ' (زیرو-ون بریگیڈ) کے نام سے پولیس کا ایک خصوصی یونٹ تشکیل دیا گیا تو اس کا سربراہ بھی عزیز اللہ کو بنایا گیا۔ وہ نہ صرف پکتیکا، بلکہ اس سے ملحق صوبوں پکتیا اور غزنی میں بھی مجاہدین کے خلاف آپریشن میں حصہ لیتا رہا۔ وہ جنوب مشرق میں دشمن کے سب سے زیادہ وفادار کمانڈر کی حیثیت سے فرائض انجام دیتا رہا۔

عزیز اللہ کاروان بدنام زمانہ جنرل عبدالرازق، حکیم شجاعی اور دوسرے ظالم اور وحشی کمانڈروں کی طرح تھا، جنہوں نے امریکی فوجی اہداف کے دفاع کی خاطر اپنے ملک کے باسیوں پر کسی قسم کے ظلم و ستم سے دریغ نہیں کیا۔ اس کی عادت تھی کہ

کسی آپریشن کے دوران اگر کسی شہید کی جسدِ خاکی اس کے ہاتھ لگ جاتا تو اس کی بے حرمتی کرنے کے لیے اُسے اپنے ٹینک سے باندھ کر شہر بھر میں گھسیٹتا۔ شہید کے جسم کو اپنے مرکز میں لے جانے کے لیے گاڑی کے بونٹ پر ڈال کر عوام کے درمیان سے گزرتا، تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کا خوف بیٹھ جائے۔ علاوہ ازیں گھروں کی تلاشی کے دوران عورتوں کے زیورات، نقدی اور قیمتی اشیاء لوٹنے میں بھی مشہور تھا۔ اس کے ساتھی جنگجوؤں میں بھاری اکثریت جرائم پیشہ، بداخلاق اور نشہ کرنے والے افراد پر مشتمل تھی، جن سے دین داری تو دور کی بات، انسانیت کی توقع کرنا بھی حماقت تھی۔ عزیزاللہ کے مظالم اور جنگی جرائم اتنے بڑھ گئے کہ مارچ 2015ء میں انسانی حقوق کے تحفظ کے ادارے ہیومن رائٹس واچ نے افغانستان کے حوالے سے ایک رپورٹ میں عزیزاللہ کو بڑے جنگی جرائم کا مرتکب ٹھہراتے ہوئے لکھا کہ 'اس نے بڑی بے رحمی سے لوگوں کو قتل کیا ہے۔'

انسانی حقوق کی تنظیم نے یہ رپورٹ 2012ء میں لیے گئے 125 انٹرویوز کی بنیاد پر ترتیب دی تھی۔ یہ انٹرویوز مقتولین کے ورثاء، عینی شاہدین، حکومتی اہل کاروں، بزرگوں، صحافیوں، این جی اوز، اقوام متحدہ کے کارکنوں، افغان اور امریکی فوج سے لیے گئے تھے۔ اس رپورٹ میں عطا محمد نور، جنرل عبدالرازق، اسداللہ خالد، حکیم شجاعی، امیر عالم سمیت عزیزاللہ کاروان کو انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا مرتکب قرار دیا گیا۔ رپورٹ کے مطابق عزیزاللہ کاروان اپنے آپریشنز میں گھروں سے قیمتی سامان لوٹتا، بچوں پر تشدد اور ان کے قتل سے دریغ نہیں کرتا تھا۔ ہیومن رائٹس واچ نے اس کے جرائم کا ذکر کرتے ہوئے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ' عزیزاللہ نے 2009ء میں صوبہ پکتیکا کے ضلع برمل کے علاقے نظام خیل میں 9 بے گناہ افراد کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ان میں تین بچے بھی شامل تھے، جن عمریں 6 سے 10 سال کے درمیان تھیں۔' اسی طرح 30 نومبر کو بھی تین افراد کو مجاہد ہونے کے جرم میں گرفتار کر کے قتل کیا گیا۔ تین افراد میں دو سگے بھائی احمد گل اور عمر خان، جب کہ تیسرا شخص کسان تھا۔ عزیزاللہ نے مذکورہ افراد کو قتل کیا، بلکہ ان کی لاشوں کو گاڑی سے باندھ کر برمل کے مارگ منڈی بازار تک گھسیٹتا رہا۔ اس نے وہ لاشیں آٹھ روز تک اپنی تحویل میں رکھیں، حتیٰ کہ وہ خراب ہونے لگیں، جس کے بعد انہیں ورثاء کے حوالے کر دیا گیا۔

اقوام متحدہ نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ عزیزاللہ کی کوئی بھی کارروائی قانون کے کسی بھی زاویے سے بھی درست نہیں تھی۔ وہ لوگوں کو گرفتار کرتا، ان پر تشدد کرتا اور ماورائے عدالت قتل کر دیتا تھا۔ اسے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا۔ رپورٹ کے مطابق عزیزاللہ نے جون 2012 کو ایک آپریشن کے دوران صرف ایک خاندان سے 2 ملین افغان کرنسی اور سونا چوری کیا۔ بعدازاں اس خاندان کے افراد کو گرفتار بھی کیا اور 33 دن کے بعد 25 ہزار روپے کے عوض رہا کیا گیا۔ انسانی حقوق کی تنظیم نے ایسے بے شمار لوگوں کے انٹرویوز لیے، جنہوں نے انکشاف کیا کہ عزیزاللہ لوگوں کو گرفتار کرتا اور پھر پیسے لے کر چھوڑ دیتا یا قتل کر کے رقم کے عوض لاشیں واپس کرتا تھا۔ عزیزاللہ مذکورہ جرائم کے ارتکاب کے طور پر اپنے آقا امریکا سے بھی داد وصول کرتا اور ہر کارروائی کے بدلے اُسے اچھی خاصی رقم فراہم کی جاتی۔ عزیزاللہ نے لاشوں کے کاروبار سے اپنے آبائی ضلع ارگون میں اپنے لیے وسیع رقبے پر ایک شان دار محل تعمیر کیا تھا۔ جس میں باغ، جم، تالاب اور عیاشی کے تمام وسائل موجود ہیں۔ اس کا کابل میں بھی ایک گھر اور کئی جائیدادیں موجود ہیں۔ وہ اکثر اوقات کابل میں رہائش کو ترجیح دیتا تھا۔

عزیزاللہ امارت اسلامیہ کے بڑے اہداف میں سے تھا۔ اس پر اس سے قبل سات حملے ہوئے، جن میں وہ یا تو بچ گیا یا صرف زخمی ہوا۔ بالآخر 27 جون کی رات، جب وہ کابل شہر کے حلقہ تین میں مکروریان کے علاقے میں فردوسی پارک میں اپنی گرل فرینڈ کے ساتھ تفریح کر رہا تھا، امارت اسلامیہ کے ٹارگٹ کلر مجاہدین نے اُسے محافظ سمیت فائرنگ کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دارالحکومت کابل کے قلب میں اس قسم کی بڑے ہدف پر کامیاب کارروائی سے دشمن کھلبلا کر رہ گیا۔ اس حملے کا پلان اتنی منصوبہ بندی سے طے کیا گیا تھا کہ کئی گھنٹے گزرنے کے بعد بھی حکومت اصل واقعے سے لاعلم رہی۔ میڈیا کو حکومت نے ابتدا میں یہی بیان جاری کیا کہ پارک میں دو خاندانوں کی باہم لڑائی میں دو افراد مارے گئے ہیں۔ سب سے پہلے امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے میڈیا کو بھیجے گئے ایمیل میں کہا کہ 'یہ حملہ امارت اسلامیہ کے مجاہدین نے کیا ہے۔ جس میں پکتیکا سے تعلق رکھنے والے 'صفریک بریگیڈ' کا کمانڈر عزیزاللہ اور اس کا محافظ ہلاک ہوا ہے۔'

کمانڈر عزیزاللہ کی موت ایک جانب امریکی غلاموں کے لیے خطرے کی گھنٹی ہے تو دوسری جانب ایک بڑی جہادی کامیابی بھی ہے۔ کیوں کہ جنوب مشرقی افغانستان اور پکتیا میں عزیزاللہ ہی امریکا کا سب بڑا اور بنیادی مہرہ تھا، جو اب قبر کے بچھوؤں کی خوراک بن چکا ہے۔ عزیزاللہ کی موت سے مذکورہ علاقوں میں جہادی صورت حال مزید بہتر ہونے کے امکانات روشن ہو گئے ہیں۔

الحمدللہ رب المجاہدین!

عبدالہادی مجاہد

افغانستان میں کمیونزم کا پھیلاؤ

سوویت یونین نے کمیونسٹ نظریات افغانستان میں بھی نافذ کیے، تاکہ افغانستان کو مسخر کیا جا سکے۔ بحیرہ عرب تک پہنچ کر عرب دنیا کے تیل اور دیگر اقتصادی اہداف تک پہنچ کر پورے خطے میں مغرب کے نفوذ کا راستہ روک سکیں۔

روس نے کیمونزم عقائد کی اشاعت کے بعد 'افغانستان ڈیموکریٹک پارٹی' کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم نے افغان عوام میں اپنے نظریات کی اشاعت کے لیے جرائد اور کئی میگزین جاری کیے۔ جن میں سے ایک نور محمد ترہ کئی کے گروپ کی جانب سے 'بارق شفیعی' کی ادارت میں شائع ہوا۔ اس کا نام 'خلق' رکھا گیا۔ دوسرا ببرک کارمل گروپ کی جانب سے 'سلیمان لائق' کی ادارت میں 'پرچم' کے نام سے شائع ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد نور محمد ترہ کئی اور ببرک کارمل کے درمیان اختلاف پیدا ہوگئے، جو اس تنظیم کی تقسیم کا باعث بن گئے۔ نور محمد ترہ کئی کے ساتھی خلق اور ببرک کارمل کے ساتھی پرچم کے نام سے متحد ہوگئے۔ یہ دونوں تنظیمیں اپنی دفتری تحریروں میں خود کو 'ڈیموکریٹک خلق یا پرچم افغانستان' کے نام سے ذکر کرتی تھیں۔

انہوں نے ظاہر شاہ کے دور حکومت میں کھلم کھلا کام شروع کیا۔ افغان اسکولوں، کالجوں اور تعلیمی مراکز میں کام کیا۔ اپنے لیے حامی ڈھونڈنے کے لیے تقریباً پورے افغانستان میں فکری اور تربیتی کورسز کا آغاز کیا۔ اپنے حلقوں میں کمیونسٹ ادیبوں، فلاسفرز، مصنفین اور سیاسی رہنماؤں خصوصاً لینن کی فکری ادبیات اور کتابوں کی تدریس شروع کی۔ کمیونسٹ ناولوں، مضامین، فلسفہ، عقائد اور کتابیں ترجمہ کر کے اپنے حامیوں کو دیں۔ یہ کام اس حد تک پہنچ گیا کہ نوجوان کی اکثریت اپنی جماعت میں میں داخل کر لی۔ ان نئے اور پرجوش جوانوں نے ان نظریات کو اپنانے کے لیے علماء، اسلام پسند طبقات، قبائلی رہنماؤں اور عوامی رہنماؤں سے دشمنی شروع مول لے لی۔ اللہ تعالیٰ، قرآن کریم، پیغمبر اور دین کی بے حرمتی شروع کر دی۔ حتیٰ کہ اس تنظیم کے تمام کفریہ نظریات پورے ملک میں پھیل گئے۔ لوگوں کے جذبات اور دین کے حوالے سے دفاع کے جذبات بھڑکا دیے گئے۔

اس تنظیم کے نظریات اور پیروکاروں کے خلاف مسلمانوں کی فکری اور سیاسی تحریک منظم ہونے لگی۔ اس تحریک میں نوجوان جمع ہونے لگے۔ جن میں سے کچھ مدرسہ، مسجد اور محراب سے اٹھے۔ کچھ کالجوں، یونیورسٹیوں اور تعلیمی مراکز سے اٹھے۔ یونیورسٹیوں میں نوجوان اپنے اساتذہ سے جو مصر جیسے ممالک میں داعیوں خصوصاً اخوان المسلمون سے فکری استفادہ کر چکے تھے، ان سے متاثر ہوئے۔ گروپوں اور تنظیموں کی شکل میں کیمونسٹوں کے خلاف فریق بن گئے۔

اسلام پسند اساتذہ اسلامی فکری ادبیات کا ترجمہ کر کے نوجوانوں کے افکار درست کرتے۔ انہوں نے کیمونسٹوں کے مقابلے میں اپنے دین و وطن کے دفاع کا نظریہ دیا۔ ان سرشار اور بااحساس نوجوان، جن میں انجینئر حکمت یار، استاد ربانی اور استاد سیاف جیسے لوگ بھی شامل تھے، عملاً کیمونسٹوں کے خلاف جنگ میں شامل ہوگئے اور ان کی روک تھام کے لیے کام شروع کیا۔ ظاہر شاہ نے اسلام پسندوں کا قیام دیکھا تو ان پر دباؤ بڑھانا شروع کر دیا۔ اس سے کیمونسٹوں کے خلاف اور بھی زمین سازگار ہوگئی۔ انہوں نے حکومتی اداروں میں اپنی فکر اور پالیسی کے لوگ پیدا کرنا شروع کر دیے۔ فوج کو اپنے عقائد کا تابع بنا لیا۔ جس کی وجہ سے بہت سے ادنیٰ درجہ اور کچھ اعلیٰ افسران بھی کیمونسٹ ہوگئے۔ جب ظاہر شاہ کے چچازاد بھائی اور بہنوئی داؤد خان نے ظاہر شاہ کے خلاف فوجی بغاوت کی اور حکومت پر قبضہ کیا تو اپنی کابینہ میں کیمونسٹوں کو بھی جگہ دی۔ ایک جانب کیمونسٹوں کا اثر و رسوخ زیادہ تھا اور دوسری طرف سوویت یونین پڑوس میں تھا، جس کے کیمونسٹوں سے مضبوط تعلقات تھے۔ داؤد خان چاہتا تھا کہ کیمونسٹوں

کے ذریعے سوویت یونین سے تعلقات مزید مضبوط کرے۔ تاکہ ان کی اقتصادیات، ٹیکنالوجی اور طاقت سے فائدہ حاصل کیا جائے۔ اس کے لیے داؤد خان نے کمیونسٹوں کو اپنے قریب رکھنا مناسب سمجھا۔

داؤد خان اپنے دور میں بریگ نیف سے ملنے کے لیے روس گئے، مگر بریگ نیف کا رویہ ان کی توقعات کے خلاف تھا۔ اس سے داؤد خان کو غصہ آیا اور وہ اجلاس کے دوران اٹھ کر باہر آگئے۔ اگرچہ وہ زیادہ مذہب پسند یا متقی انسان نہیں تھے، مگر اس واقعے نے انہیں شدید متاثر کیا۔ وہ سمجھ گئے کہ روس ان کے زوال کا باعث بن سکتا ہے۔ ماسکو سے لوٹنے کے بعد وہ یہ سوچنے لگے کہ سوویت یونین کے بجائے خطے کے دیگر ممالک خصوصاً عرب اور پڑوسی ممالک سے اچھے تعلقات قائم کر کے معیشت کو ترقی دینی چاہیے۔ اسی لیے انہوں نے پہلے سعودیہ کا دورہ کیا اور وہاں شاہ فیصل سے ملاقات کی۔ پھر پاکستان گئے اور وہاں بھٹو سے ملاقات کی، جس سے پاکستان کے ساتھ افغانستان کے خراب تعلقات میں بہتری پیدا ہوئی۔ پھر دیگر اسلامی ممالک کا دورہ کیا اور ان ممالک کے سربراہان سے ملاقاتیں کیں۔ ان کے ہمراہ اس دورے میں وزیر تجارت کیمونسٹ محمد خان جلال بھی تھے۔ جنہوں نے ان تمام سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ وہ داؤد خان کے ساتھ سوویت کے برے رویے سے بھی واقف تھے۔ وہ داؤد خان کے نئے عزائم سے واقف ہو گئے تھے اور آئندہ کے لیے کمیونسٹوں کا مستقبل کیا ہوگا، اس کا بھی اندازہ لگا چکے تھے۔

جب داؤد خان پاکستان کے دورے سے واپس آئے تو انہوں نے کمیونسٹ سربراہوں کو جیل میں ڈال دیا۔ ان کا یہ اقدام کسی دینی عقیدت یا دین داری کی بنیاد پر نہیں، بلکہ اس لیے تھا کہ یہ لوگ اس کے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔ مگر کمیونسٹوں نے تب تک تعلیمی، عسکری مراکز اور سرکاری دفاتر تک اپنی جڑیں مضبوط کر لی تھیں۔ حفیظ اللہ امین اور ان کے ساتھ ترہ کئی نے پہلے ہی سے داؤد خان کے خلاف بغاوت کا پلان تیار کر رکھا تھا۔ جب داؤد خان نے ترہ کئی اور ببرک کارمل کو جیل میں ڈالا تو حفیظ اللہ امین کے پیچھے بھی پولیس بھیج دی۔ پولیس کا جو دستہ ان کی گرفتاری کے لیے بھیجا گیا تھا، اس کا سربراہ عبدالغنی تھا۔ اس کی ذمہ داری تھی کہ حفیظ اللہ امین کو گرفتار کر کے جیل میں ڈالے۔ اس نے برج ثور کی چھٹی تاریخ کو حفیظ اللہ امین کے گھر پر چھاپہ مارا۔ گھر کی تلاشی لی، اسے گرفتار کر کے لاکر لاک اَپ میں ڈالنے کے بجائے صبح تک اپنے ہی گھر میں نظر بند کر دیا۔ کچھ لوگ اسے اس کی غیر ذمہ دارانہ غفلت قرار دیتے ہیں اور کچھ لوگ اسے کیمونزم کی طرف داری کے باعث اس کا جان بوجھ کر کیا ہوا اقدام قرار دیتے ہیں۔

عبدالغنی نے حفیظ اللہ امین کو گھر ہی میں صبح تک نظر بند کر کے ہی دراصل کمیونسٹ بغاوت کو موقع دیا۔ کیوں کہ اسی صبح امین اللہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو ایک چھوٹا سا خط دیا، جس میں بغاوت کے پلان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ خط تنظیم کی مرکزی کمیٹی کے رکن سید محمد گلاب کے بیٹے کو پہنچانے کا حکم دیا تھا۔ سید محمد گلاب نے چھ ثور کی تاریخ کو شام تک یہ خط فوج اور تمام اداروں میں اپنے لوگوں تک پہنچا دیا۔ اسی دن حفیظ اللہ امین کو جیل میں ڈالا گیا۔ بغاوت کا پلان تنظیمی رہنماؤں کا پاس تھا۔ جماعت نے بھی بغاوت کے پلان پر عمل کا فوری اقدام کیا۔ کابل کے بکتر بند یونٹ، بگرام کے ہوائی اڈے اور دیگر فوجی مراکز سے فوجی افسران اٹھے۔ صدارتی محل کا محاصرہ کیا۔ پھر صدارتی محل پر بمباری کی اور داؤد خان کو اپنے خاندان سمیت ہلاک کر دیا۔

داؤد خان کی ہلاکت کے بعد کمیونسٹوں نے جیل توڑ کر تنظیم کے تمام رہنماؤں کو آزاد کیا۔ اس کے فوراً بعد اسلم وطن جار نے ریڈیو اور ٹی وی پر آ کر اعلان کیا کہ داؤد خان اور یحییٰ کے خاندان کی حکومت ختم ہوگئی۔ انقلاب کامیاب ہوگیا اور اب اس ملک پر جمہوری جماعت کی حکومت ہوگی۔ کیمونسٹوں کی آمد کے بعد ملک میں ایک نئے عہد کا آغاز ہوگیا۔ 14 سال تک جنگ ہوتی رہی۔ 2 ملین سے زیادہ افغان شہری مارے گئے۔ 5 ملین سے زیادہ ہجرت کر گئے۔ پورا ملک کھنڈر بن گیا۔ اس جنگ سے افغان عوام پر معاشی اور نفسیاتی طور پر جو اثرات مرتب ہوئے، یہ سب اندازے سے باہر ہے۔

ذوالکلام

جہاد مخالف کٹھ پتلیاں

جہاد ایک مقدس عمل ہے۔ اس کے ذریعے دشمنانِ دین کی سرکوبی ممکن ہے۔ تاریخ اسلام کے مطالعہ سے یہ سبق ملتا ہے کہ جب تک مسلمانوں میں جذبہ جہاد بیدار رہا، وہ دنیا کے حاکم رہے۔ مگر جیسے ہی جذبہ جہاد مدھم اور سرد ہوا تو امت مسلمہ صرف محکوم ہی نہیں، بلکہ نہایت ناگفتہ بہ زندگی گزارنے پر مجبور ہوئی۔ یہ حقیقت ہے کہ ہر دور کے طاغوت کو ایک کٹھ پتلی کی ضرورت رہی ہے۔ اسی کے ذریعے دینی مسلمات کو مشکوک بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ زیادہ پرانی بات نہیں، ماضی قریب میں برصغیر میں برطانوی سامراج نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی باقیات سے یہی کام لیا۔ اس نے جہاد کی حرمت کا فتویٰ دے کر سامراج کی نمک حلالی کا حق ادا کیا۔ اس کے بعد سرسید مکتبِ فکر نے دبے الفاظ اور مبہم تعبیرات کے ساتھ اپنی تحریروں میں جہاد کو غیر ضروری باور کرانے پر پورا زور صرف کیا۔ انہوں نے برطانوی سامراج کے خلاف محاذ آرائی کو خلافِ شرع ثابت کرنے پر بیسیوں بے سروپا الفاظ کی ہجوم اکٹھا کیا۔ ایک تعلیمی تحریک اسی مقصد کے لیے شروع کی، جس سے آج کے جدید دور میں 'الحاد' کے چشمے پھوٹ رہے ہیں۔ خود سرسید کی پوری زندگی اسی سے عبارت تھی۔ وہ زندگی بھر تاج برطانیہ کی وفاداری کا دم بھرتے رہے۔ اپنے حلقہ فکر کو بھی اسی کام پر لگائے رکھا۔

البتہ اس تحریک سے مسلمانوں کے جذبہ جہاد پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ انہوں نے جہاد مسلسل جاری رکھا۔ حتی کہ برطانوی سامراج کو برصغیر سے بھاگنے پر مجبور کیا۔ افغانستان میں امریکا اور نیٹو کی درندگی اسی تناظر میں دیکھی جانی چاہیے۔ امریکا بھی یہاں ایک کٹھ پتلی کی پرورش کر رہا ہے۔ یہ انتظامیہ افغانستان میں رائے عامہ امریکا کے حق میں ہموار کرنے کا کام کرتی ہے۔ سامراج دشمن قوتوں کے ساتھ مقابلہ بھی کرتی ہے۔ کہنے کو تو یہ ایک مکمل حکومت اور نظام ہے، لیکن پورے افغانستان میں کسی ایک ضلع پر اس کا کنٹرول نہیں ہے۔ حتی کہ اپنے ملازمین پر بھی اُسے اختیار حاصل نہیں ہے۔ جس حکومت کی یہ حالت ہو، کیا اسے حکومت کہا جا سکتا ہے؟ اسے افغانستان کے مسلمانوں کی نمائندگی کا حق حاصل ہے؟ چند ہفتے قبل سامراج نے خود اعتراف کیا کہ افغانستان کے ستر فیصد علاقوں پر امارت اسلامیہ کا کنٹرول ہے۔ پوری دنیا میں جمہوریت کا راگ الاپنے والے بتائیں کہ افغانستان میں ستر فیصد کی اکثریت کو اقلیت کیوں ظاہر کیا جا رہا ہے؟ کیا یہ اپنی ہی بنائی گئی جمہوریت کے ساتھ کھلا مذاق نہیں؟ اختلافِ رائے کے احترام کا درس دینے والے مغرب کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں ہے۔ اس کے موقف میں کوئی معقولیت نہیں۔ تبھی افغانستان میں اس کی شکست اب نوشتہ دیوار بن چکی ہے۔ وہ دن دور نہیں، جب جارح فوج اپنے لاؤ لشکر سمیت افغانستان سے الٹے پاؤں بھاگنے مجبور ہوگی۔

اللہ تعالیٰ مجاہدین کی نصرت فرمائیں۔ ان کی سعی کو اپنے بارگاہ میں شرفِ قبولیت سے نوازیں۔ آمین یارب العالمین

نیٹو کے بدلتے کمانڈرز

ابوظہیر

افغانستان پر جارحیت کے آغاز سے اب تک جتنے بھی کمانڈر آئے ہیں، ان کے لیے وقت سے پہلے میڈیا پر بے جا تعریفوں کے پل باندھے جاتے ہیں۔ کیا وہ سب واقعی اتنے ہی پانی میں ہیں، جتنا ان کے لیے پروپیگنڈا کیا جاتا ہے؟ تقرری سے پہلے میڈیا پر ان کی بائیو گرافی نشر کی جاتی ہے کہ اس نے اپنے فوجی کیریئر میں اتنے اسٹار حاصل کیے ہیں۔ فلاں جنگ میں داد شجاعت دی وغیرہ وغیرہ۔ البتہ افغانستان آ کر ان کے تمام مشن ناکام ثابت ہوتے ہیں۔ افغانستان میں نیٹو اور امریکی فوج کے سربراہ جان نکلسن کے بارے میں بھی بہت کچھ کہا گیا۔ پینٹاگون نے ان کی تقرری کے وقت کہا تھا کہ 'وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اس فوج کی کمان کس طرح کی جاتی ہے۔ وہ کس طرح ہمارے مشترکہ مشن کو مکمل کر کے افغانستان کے طویل قضیے میں مؤثر کردار ادا کریں گے، لیکن حسب سابق نکلسن بھی ناکام رہے۔ ان کی ناکامی کی تین اہم وجوہات ہیں:

نکلسن کی ناکامی کی پہلی وجہ وہ اندھی بمباریاں تھیں، جن میں عوام کو بے دریغ نشانہ بنایا گیا۔ جو انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہے۔ افغانستان کا کوئی ایسا علاقہ نہیں، جہاں نیٹو فورسز کے جارحیت پسندوں نے عام آبادی، مساجد، مدارس اور بازاروں پر بمباری نہ کی ہو۔ درجنوں بچے اور خواتین سمیت معصوم شہریوں کے خون سے ہولی نہ کھیلی گئی ہو۔

ناکامی کی دوسری وجہ ان کی انٹیلی جنس ایجنسیوں کی جانب سے امن مارچ کے نام سے برپا کیا جانے والا ڈرامہ تھا، تاکہ اسے عوامی رنگ دیا جائے اور امارت اسلامیہ کے خلاف منفی ذہنیت کو ہوا دی جائے۔

ناکامی کی تیسری وجہ امارت اسلامیہ پر مذہبی دباؤ تھا، اس سلسلے کی پہلی کڑی انڈونیشیا میں علماء کی ایک کانفرنس تھی، جس میں امریکا کی پہلی کوشش یہ تھی کہ افغانستان میں جاری جہاد کو اس کانفرنس سے غیر شرعی قرار دلوایا جائے۔ دوسری جانب کابل میں بھی اسی قسم کی کانفرنس منعقد کر کے اس سے اپنی مرضی کا فتوی لیا گیا۔

اللہ تعالی کی واضح نصرت، عوام کی بے مثال قربانیوں اور امارت اسلامیہ کے رہنماؤں کے اخلاص اور دور اندیشی کا نتیجہ تھا کہ نیٹو کے یہ تمام حربے ناکام ہوئے۔ گزشتہ ماہ کی 19 تاریخ کو وہائٹ ہاؤس میں افغانستان کی صورت حال سے متعلق منعقد کانفرنس میں ٹرمپ نے اپنی ناکامی کی تمام تر ذمہ داری جنرل نکلسن پر ڈال کر انہیں نااہل کمانڈر قرار دیا۔ گزشتہ سترہ سالوں کے دوران نیٹو کے تمام کمانڈرز کے آغاز اور انجام کی کہانی اس سے مختلف نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ نئے منتخب ہونے والے نیٹو کمانڈر اسکاٹ میلر اپنے 8 پیش رووں سے مختلف ہوں گے؟ کیا وہ اپنے ناکام مشن کو کامیابی کی دہلیز پر لا کھڑا کریں گے؟ سترہ سالوں کی صورت حال اور آٹھ کمانڈروں کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑا تو اس نویں کمانڈر کے آنے سے بھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوگی۔ وہ بھی اپنے پیش رووں کی طرح نااہل قرار دے کر رخصت کیے جائیں گے۔

ان شاءاللہ

حفیظ اللہ عابد

مجاہدین امن نہیں چاہتے؟

لوگ کہتے ہیں کہ مجاہدین امن مذاکرات کے حوالے سے خاموش کیوں ہیں اور کابل حکومت کی پیش کش بارے کوئی بھی ردعمل کیوں نہیں دیا؟

اس موضوع پر بات کرنے سے پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ افغانستان میں قیام امن کا طریقہ کار کیا ہوگا۔ امن عمل شروع کرنے سے کیا تبدیلی آئے گی اور اس کا فائدہ کسے پہنچے گا؟ حقیقت یہ ہے کہ امن سب کی خواہش اور ضرورت ہے۔ کوئی بھی شخص بظاہر امن کا مخالف نہیں ہے، تاہم امن کی حقیقت اور طریقہ کار کے حوالے سے مختلف خیالات ہیں۔ جس کے ذہن میں امن کا جو تصور ہے، وہ اسے افغان تنازع کا بہترین حل سمجھتا ہے۔ اگر کسی نے امن کی یہ تشریح کی ہے کہ مجاہدین ہتھیار پھینک کر حکومت میں شمولیت اختیار کریں تو انہیں تحفظ فراہم کیا جائے گا۔ ان کو گرفتار کیا جائے گا اور نہ ہی ان کے گھروں پر بمباری کی جائے گی تو امن کا یہ غلط تصور اور تشریح ہے۔ کیوں کہ مجاہدین کا مقصد محض حصولِ اقتدار نہیں ہے۔

اگر مجاہدین یہ سمجھتے ہیں کہ امن کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں، وہی ہوگا تو یہ بھی غلط ہے۔ کیوں کہ موجودہ دور میں صورتِ حال کچھ اور ہے۔ دنیا کے بغیر چلنا بھی مشکل ہے۔ مجاہدین کا یہ تصور موجودہ دنیا کے لیے قابل قبول نہیں ہے۔ کچھ لوگ امن کے نام پر مراعات حاصل کرتے ہیں۔ حقیقت میں وہ امن کے لیے پُرعزم نہیں ہیں۔ کیوں کہ سرکاری عہدے، پروٹوکول، حیثیت، عیش و عشرت اور دیگر مفادات ان کو تب تک حاصل رہیں گے، جب تک جنگ جاری رہے گی۔ اس لیے وہ امن کے لیے پُرعزم نہیں ہیں۔ وہ امن کے نام پر صرف مراعات حاصل کرتے ہیں۔

اگر امن کا دوسرا پہلو دیکھیں تو مجاہدین اس ملک میں ایسی حقیقت ہیں، جس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ امریکا، نیٹو اور افغان حکومت سرتوڑ کوششوں کے باجود مجاہدین کو صفحہ ہستی سے مٹا سکی اور نہ ہی ان کی مزاحمت ختم کرنے میں کامیاب ہو سکی۔ اگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجاہدین سو فیصد اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے تو یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکا اور افغان حکومت بھی مجاہدین کے حملوں سے محفوظ اور پرسکون نہیں ہے۔ لہذا بہتر یہ ہے کہ مجاہدین کے ساتھ امریکا براہ راست مذاکرات کرے، اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ مجاہدین بھی امن کے خواہاں ہیں۔ لہذا امریکا آگے بڑھے اور مجاہدین کے ساتھ مذاکرات شروع کرے۔

ہم مجاہدین کے مدعا پر غور کرنے کے بجائے غیر دانش مندانہ طریقے سے پروپیگنڈے کا اثر قبول کر لیتے ہیں، جو اس طویل انقلاب کی بنیاد ہے۔ مجاہدین کہتے ہیں کہ افغانستان پر غیر قانونی حملہ ہوا ہے۔ ہمارا اصولی نظام تباہ کیا گیا ہے۔ وطن عزیز پر غیر ملکی اور قابض قوتوں کا قبضہ برقرار ہے۔ جب تک قابض افواج غیر مشروط طور پر انخلا نہ کریں، ہم مزاحمت جاری رکھیں گے۔ ہماری جدوجہد آزادی کے لیے ہے۔ قابض افواج کی غیر مشروط واپسی کے بعد ہم باہم بیٹھ کر اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں گے۔ بہت سے لوگ مجاہدین کی ان باتوں پر غور کرنے سے پہلے ردعمل ظاہر کرتے ہوئے فوراً الزام لگاتے ہیں کہ مجاہدین پاکستان کے ایجنٹ ہیں، ان کو صفحہ ہستی سے مٹانا چاہیے۔

اگر مجاہدین کی باتوں پر غور کرکے ان کے مدعا کی روشنی میں تنازع کا حل تلاش کیا جائے تو ممکن ہے کہ ناکامی اور طویل جنگ جاری رکھنے کے بجائے حقیقی امن کے لیے کسی حتمی نتیجے پر پہنچا جاسکے۔ اگر ایسا ہے تو پھر غیر ملکی افواج، خصوصا امریکا سے کہنا چاہیے کہ ہمارے لیے ملک میں قیام امن اور ملک کی سلامتی سب سے عزیز ہے۔ لہذا نامعلوم مدت تک طویل جنگ جاری رکھنے کے بجائے بہتر یہ ہے کہ تمام غیر ملکی فوجی واپسی کی راہ تلاش کریں اور افغان عوام کو پُرامن اور خوش حال زندگی بسر کرنے کا موقع دیا جائے۔

امارت خفیہ مذاکرات پر یقین نہیں رکھتی

افغانستان میں امریکی افواج کے کمانڈر نکلسن کی تمام جنگی پالیسیاں ناکام ہوچکی ہیں۔ان کے غرور کا سر نیچا ہوا چکا ہے۔انہوں نے اپنے فرار کے وقت کہا کہ امارت اسلامیہ افغان کٹھ پتلی حکومت کے ساتھ خفیہ مذاکرات کر رہی ہے۔

امارت اسلامیہ کے ترجمان ذبیح اللہ مجاہد نے میڈیا کو جاری کردہ اعلامیہ میں جنرل نکلسن کے الزامات کو بے بنیاد قرار دیتے ہوئے واضح کیا کہ امارت اسلامیہ امریکا سمیت کسی کے ساتھ بھی خفیہ مذاکرات پر یقین نہیں رکھتی۔ ترجمان کے مطابق امارت اسلامیہ کے ساتھ مذاکرات اور رابطے کا طریقہ و مقام سب کو معلوم ہے۔

جنرل نکلسن پینٹاگون کے تمام جرنیلوں سے زیادہ تجربہ کار، ذہین سمجھے جاتے تھے۔ ٹرمپ نے بھی افغانستان سے متعلق اپنی پالیسی کے اعلان کے وقت انہیں امریکی افواج کے سربراہ کے طور پر برقرار رکھا۔ جب کہ امریکی میڈیا اور مقامی ذرائع ابلاغ نے بھی نکلسن کو بڑھا چڑھا کر پیش کرنے کے لیے پروپیگنڈا کیا۔ تاہم اللہ تعالی کی حکمت کو دیکھیں کہ جس طرح دیگر امریکی جرنیلوں کو 17 سال میں افغان بہادر عوام نے عبرت ناک سبق سکھایا ہے۔ اسی لیے وہ بڑی خجالت کے ساتھ افغانستان چھوڑ کر پینٹاگون واپس گئے۔ یوں ہم بڑے فخر سے کہہ سکتے ہیں کہ جنرل نکلسن ذلت آمیز حالت میں اپنے عہدے سے سبکدوش کیے گئے ہیں۔ جب کہ افغانستان کے 80 فیصد رقبے پر امارت اسلامیہ کا کنٹرول ہے۔ عوام مجاہدین کے ساتھ ماضی کی نسبت اب زیادہ تعاون کرتے ہیں۔ خطے کے ممالک بھی یہ سمجھ گئے ہیں کہ امارت اسلامیہ افغانستان کی سب سے مضبوط اور طاقت ور فوجی اور سیاسی قوت ہے۔ جب کہ امریکا یہ صلاحیت کھو چکا ہے کہ وہ مجاہدین کو شکست دے یا انہیں زبردستی کوئی بات ماننے پر مجبور کرے۔

جنرل نکلسن کو فوجی اور سیاسی ناامیدی اور شکست کے ساتھ افغانستان سے جانا پڑا۔ انہوں نے اپنے دور میں کوئی قابل ذکر کامیابی حاصل نہیں کی۔ اسی لیے انہوں نے اپنی شرمندگی چھپانے اور امریکا پہنچنے سے قبل رائے عامہ گمراہ کرنے کے لیے یہ پروپیگنڈا کیا کہ امارت اسلامیہ کے ساتھ خفیہ مذاکرات ہو رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نکلسن اور امریکا نے افغانستان میں اللہ کی مدد سے افغان عوام کے خالی ہاتھوں سے بری طرح شکست کھائی ہے۔ وہ پوری دنیا میں افغان جنگ کی وجہ سے بدنام ہوئے ہیں۔ اب شکست کی رسوائی سے بچنے کے لیے نام نہاد مذاکرات کا ڈھونگ رچایا جا رہا ہے۔ کچھ ممالک میں مذاکرات کے حوالے سے کانفرنسوں اور اجلاسوں کا انعقاد کر کے چند بے ضمیر لوگوں کو خریدا گیا ہے۔ جن کے ذریعے نام نہاد مذاکرات کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے۔ کچھ لوگوں کو مجاہدین کے نام پر آگے لا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ وہ امارت اسلامیہ کے ساتھ مذاکرات کر رہے ہیں۔

اسلام کے ان ابدی دشمنوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ امارت اسلامیہ اب ان تمام بحرانوں سے اللہ کے فضل و کرم سے نکل چکی ہے۔ میدان جنگ میں امریکی سپرپاور اور اس کے غلاموں کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ سیاست اور سفارت کاری کے میدان میں بھی دشمن کے تمام مذموم عزائم اور منصوبے ناکام بنا دیے گئے ہیں۔ جس کی ایک مثال حال ہی میں امریکی کوششوں سے انڈونیشیا میں منعقدہ اجلاس تھا۔ جس کو افغان عوام نے مسترد کر دیا ہے۔

محمد الیاس

میڈیا حقائق مسخ کرتا ہے

طاغوتی قوتوں کے لیے فوجی جارحیت سے زیادہ فکری اور ثقافتی یلغار اہم ہے۔اسی لیے وہ مسلمانوں کے ذہنوں پر حملہ آور ہیں۔اسلام دشمن قوتوں کا حربہ یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کی غلط ذہن سازی کر کے اسلام کے خلاف اپنے تربیت یافتہ مسلمانوں کو مستقبل میں استعمال کرنے کی پالیسی اختیار کرتے ہیں۔ حملہ آوروں نے جب بھی کسی ملک پر جارحیت کی ہے، سب سے پہلے انہوں نے میڈیا اور صحافیوں کو زیرِ اثر لانے کی کوشش کی ہے۔اس مقصد کے لیے جارحیت پسند بڑے پیمانے پر اخراجات برداشت کرتے ہیں، تاکہ میڈیا کے ذریعے حقائق مسخ کر کے رائے عامہ کو اپنے حق میں ہموار کیا جائے۔

میڈیا نے چند روز پہلے ایک بار پھر حقیقت مسخ کرنے کی کوشش کی۔ایک عظیم ظلم کو جو تعبیر دینے کی کوشش کی گئی، وہ لمحہ فکریہ ہے۔ چند سال پہلے ہمارے علاقے میں مجاہدین نے ایک فوجی چوکی پر حملہ کیا۔چوں کہ یہ چوکی اسکول کے قریب تھی، اس لیے اس کو اسکول چوکی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ راکٹ فائر کرنے والے مجاہد کا تجربہ کم تھا، جب اس نے راکٹ فائر کیا تو وہ چوکی کے بجائے اسکول کے قریب جا گرا۔ اس پر میڈیا کو موقع ملا کہ وہ مجاہدین کے خلاف پروپیگنڈا کرے۔لہذا اگلے روز تمام اخبارات میں شہ سرخیاں کچھ یوں شائع ہوئیں کہ 'فلاں علاقے میں مجاہدین نے اسکول پر حملہ کیا۔'تاہم حقیقت یہ ہے کہ راکٹ اسکول کے اندر گرا اور نہ ہی اس سے کوئی جانی یا مالی نقصان ہوا۔

اب صورت حال یہ ہے کہ جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی فورسز کی جانب سے جان بوجھ کر اور مسلسل مدارس اور مساجد کو نشانہ بنایا جاتا ہے۔جب کہ میڈیا یہ تاثر دیتا ہے کہ مجاہدین رہنماؤں کا ایک اہم اجلاس جاری تھا، جس کے خلاف امریکی اور افغان فورسز نے کارروائی کی ہے۔اس کی تازہ مثال یہ ہے کہ حال ہی میں قندوز کے ضلع دشت آرچی میں مدرسہ ہاشمیہ میں ختم بخاری کی تقریب جاری تھی، جس پر دشمن نے وحشیانہ بمباری کی۔ جس کے نتیجے میں بیسیوں علمائے کرام، حفاظ اور عام لوگ شہید ہوگئے۔اس واقعے سے چند روز قبل صوبہ فراہ میں بھی اسی طرح ایک الم ناک واقعہ رونما ہوا، لیکن بزدل دشمن نے اعلان کیا کہ قندوز میں مجاہدین کمانڈروں کا اہم اجلاس جاری تھا۔ جس کو فورسز نے نشانہ بنایا کر پچاس کے قریب کمانڈروں کو مارا گیا ہے۔

البتہ دشمن کی طرف سے شہریوں کو نشانہ بنانا اور اس کارروائی کو مجاہدین کی طرف منسوب کرنا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ افغانستان پر حملہ آور امریکا اور اس کے کے غلاموں کی یہ پرانی عادت ہے۔

کٹھ پتلی انتظامیہ کا یہ دعوی بالکل بے بنیاد ہے کہ اس مدرسے میں مجاہدین قیادت کے اہم رہنما شریک تھے۔ کٹھ پتلی انتظامیہ اپنے جرائم چھپانے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے غلط بیانی کر رہی ہے۔

الحمد للہ! اب لوگ باشعور ہو چکے ہیں۔ وہ حقیقت جانتے ہیں۔ دینی مدارس اور مساجد کو نشانہ بنانے کے بعد میڈیا جتنا بھی پروپیگنڈا کرے، لوگ یہ جانتے ہیں کہ دشمن نے ہمارے مقدس دینی مقامات کو نشانہ بنایا ہے۔ بات بہت واضح ہے کہ یہاں مسجد اور چرچ کی جنگ جاری ہے۔ یہاں اسلام اور عالم کفر کا معرکہ شروع ہے۔ فتح حق کو نصیب ہو گی۔

ان شاء اللہ تعالی

جنگی جرائم اپریل 2018

سید سعید

یکم اپریل 2018ء کو قندھار کے ضلع میوند کے علاقے بند تیمور میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران آٹھ شہریوں کو شہید اور زخمی کر دیا۔ جب کہ امریکی فوج نے صوبہ ہرات کے ضلع شین ڈنڈ کے علاقے میں ایک مکان پر بمباری کر کے ایک آٹھ سالہ معصوم بچی شہید کر دی۔ اسی طرح 2 اپریل کو صوبہ قندوز کے ضلع دشت آرچی کے علاقے پٹھان بازار میں کٹھ پتلی فوج نے مدرسہ ہاشمیہ پر وحشیانہ بمباری کر کے 150 سے زائد علمائے کرام، طلباء، حفاظ سمیت عام شہریوں شہید اور دو سو سے زائد زخمی کر دیے۔ سانحہ قندوز پر عوام نے شدید احتجاج کیا اور کٹھ پتلی حکومت کے خلاف مختلف صوبوں میں مظاہرے کیے اور ریلیاں نکالی گئیں۔

5 اپریل کو کٹھ پتلی فوج نے صوبہ بدخشان کے ضلع جرم کے علاقے فرغامرو میں ایک مسجد کو نشانہ بنا کر شہید اور متعدد مکانات کو تباہ کر دیا۔ اسی طرح 7 اپریل کو قندھار کے ضلع شاہ ولی کوٹ کے علاقے سوزنیان میں حملہ آوروں اور اجرتی فوج نے مشترکہ کارروائی کے دوران مقامی آبادی پر چھاپہ مارا۔ باغات اور شہری آبادی پر بمباری کی گئی۔ جس میں 9 افراد کو شہید، جب کہ 60 افراد کو حراست میں لے لیا۔ اسی طرح ننگرہار کے ضلع غنی خیل کے علاقے یوسی 25 میں چھاپے کے دوران پانچ افراد کو شہید، جب کہ تین افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ اگلے دن اروزگان کے ضلع خاص اروزگان میں جارحیت پسندوں کی وحشیانہ بمباری کے نتیجے میں چار شہری شہید اور زخمی ہوئے۔ جب کہ فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے علاقے بلوچ میں لیویز اہل کاروں نے محلے کے پیش امام 'مولوی عبدالودود' سمیت دو افراد کو شہید کر دیا۔

10 اپریل کو کٹھ پتلی فوج نے صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے عرف آباد گاؤں میں چھاپے کے دوران چھ شہریوں کو شہید، دو کو زخمی، جب کہ 15 کو حراست میں لے لیا۔ اسی طرح 13 اپریل کو ہلمند کے ضلع ناد علی کے علاقے 31 غربی میں فوج نے آبادی پر مارٹر گولوں سے حملہ کیا، جس میں ایک گھر میں تین بچوں سمیت پانچ افراد شہید ہو گئے۔

14 اپریل کو ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے نہر سراج دیخ چال اور گوبن پر قابض امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے مار کر 6 افراد کو شہید، جب کہ پانچ کو زخمی کر دیا۔ علاوہ ازیں مقامی لوگوں کی گاڑیوں کو آگ لگا دی اور دکانوں سے قیمتی سامان بھی لوٹ لیا گیا۔ اسی طرح لغمان کے ضلع دولت شاہ کے علاقے ویس مورا میں پولیس فائرنگ سے ایک مسجد کو جزوی طور پر نقصان پہنچا۔ جب کہ دو معصوم بچے شہید اور چار زخمی ہو گئے۔

16 اپریل کو ہلمند کے ضلع گریشک کے علاقے مالگیر پر قابض امریکی فوج نے بمباری کر دی، جس کے نتیجے میں ایک خاندان کے تین افراد شہید ہو گئے۔ جب کہ بغلان کے ضلع مرکزی بغلان میں پولیس کی فائرنگ سے دو افراد شہید اور ایک شخص زخمی ہو گیا۔ ایک دن بعد 18 اپریل کو ننگرہار کے ضلع خوگیانو کے علاقے وزیر میرزا خیل پر جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی فوج نے مشترکہ کارروائی کے دوران ایک خاتون کو شہید، جب کہ 6 افراد کو گرفتار کر لیا۔ اگلے روز فاریاب کے ضلع شیرین تگاب کے بازار میں پولیس نے ایک نوجوان نجیب اللہ کو شہید کر دیا۔ اسی طرح فراہ کے دارالحکومت کے قریب سوراو شور کے علاقے میں پولیس نے ایک ڈرائیور کو صرف بیس روپے نہ دینے کی وجہ سے شہید کر دیا۔

20 اپریل کو فاریاب کے ضلع المار کے علاقے چغانک میں لیویز اہل کاروں نے ایک شخص کو شہید کر دیا۔ اسی طرح 22 اپریل کو جارحیت پسندوں اور اجرتی فوج نے صوبہ میدان وردگ کے ضلع چک کے مختلف دیہاتوں پر چھاپہ مارا۔ جس میں لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ کلی آدم خیل میں ایک شخص ہمایوں کو شہید اور پانچ افراد کو حراست میں لے لیا گیا۔ جب کہ 27 اپریل کو نیمروز کے ضلع دلآرام میں ایک بچہ دکان سے کوئی چیز خرید رہا تھا، جسے پولیس نے بلاوجہ قتل کر دیا۔ اسی طرح 28 اپریل کو فاریاب کے ضلع جمعہ بازار کے علاقے حاجی بابا میں فوج کی گولہ باری سے چار افراد شہید ہو گئے۔ جب کہ غزنی کے ضلع قرہ باغ کے 'عیدی' گاؤں میں لیویز اہل کاروں نے اسکول کے ایک طالب علم کو شہید کر دیا۔ اسی دن میڈیا نے خبر شائع کی کہ صوبہ فراہ کے ضلع بالا بلوک کے علاقے گرانی، گنج آباد، شیوان اور کال قلعہ میں قابض امریکی اور کٹھ پتلی فوج نے مشترکہ کارروائی کے دوران 8 نہتے شہریوں کو شہید اور زخمی کر دیا۔ جب کہ 70 سے زائد گھروں، ایک کلینک، باغات اور نجی املاک کو تباہ کر دیا گیا۔ اسی طرح قندھار کے ضلع ارغستان کے علاقے بولان میں جارحیت پسندوں اور اجرتی فوج نے چھاپے کے دوران 4 شہریوں کو زخمی کر دیا۔ جب کہ کلی دمیل پر ڈرون حملے میں 4 افراد شہید اور زخمی ہوئے۔

29 اپریل کو صوبہ غزنی کے ضلع شلگر کے علاقے گیرو اور خانان پر جارحیت پسندوں اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپہ مارا۔ گھروں کے دروازے بموں سے اڑا کر اندر گھس گئے۔ مقامی لوگوں کو تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ دو شہریوں کو شہید اور دو کو حراست میں لے لیا۔ اسی دن قابض اور کٹھ پتلی فوج نے خوست کے ضلع سپیرہ کے علاقے زمزی پر چھاپے کے دوران ایک خاتون اور ایک معصوم بچہ شہید کر دیا، جب کہ 30 افراد گرفتار کر لیے گئے۔ صوبہ بادغیس کے ضلع قادس کے علاقے کابلیان میں پولیس نے ایک شخص کو شہید کر دیا۔ اسی طرح اروزگان کے دارالحکومت ترین کوٹ کے قریب تالانی کے علاقے میں قابض اور کٹھ پتلی فوج نے چھاپے کے دوران ایک بزرگ شخص 'حاجی عبدالمالک' کو شہید اور ایک معمر شخص کو زخمی کر دیا۔ اگلے دن جارحیت پسندوں نے ہلمند کے دارالحکومت لشکرگاہ کے علاقے باباجی میں ایک مسجد پر بمباری کی، جس میں آٹھ شہری شہید اور پندرہ زخمی ہو گئے۔

ذرائع: بی بی سی، آزادی ریڈیو، افغان اسلامک پریس، پژواک، خبریال، لراوبر، نن ڈاٹ ایشیا اور دیگر ویب سائٹس۔

احمد فارسی

افغانستان مئی 2018 میں

اس رپورٹ میں صرف ان واقعات و نقصانات کا ذکر ہے۔ جن کا دشمن نے اعتراف کیا ہے۔ مزید اعداد و شمار کے لیے امارت اسلامیہ کی آفیشل ویب سائٹ ملاحظہ فرمائیں۔

مئی کا مہینا مجاہدین کے لیے فتوحات اور غنیمتوں کے لحاظ سے کامیاب رہا ہے۔ اس ماہ مجاہدین نے مختلف اضلاع پر امارت اسلامیہ کا پرچم لہرایا اور بہت سے علاقوں سے دشمن کو پسپا کر دیا گیا۔ اسی طرح صوبہ فراہ کی فتح اور پانچ لاکھ ڈالر مالیت کے ہتھیاروں کی غنیمت اور دیگر اہم واقعات مئی میں رونما ہوئے، جن کی مختصر تفصیل ذیل میں ملاحظہ کیجیے:

جارحیت پسندوں کا جانی نقصان:

مئی غیر ملکی حملہ آوروں کے لیے مسلسل شکست کے علاوہ ہلاکتوں کے لحاظ سے بھی بھاری رہا ہے۔ 5 مئی کو افغان اخبار روزنامہ 'مبیر' نے امریکی میڈیا کے حوالے سے لکھا کہ افغان جنگ میں امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ یاد رہے امریکا نے ہمیشہ منافقانہ پالیسی کے تحت اپنے فوجیوں کی ہلاکتوں کی تعداد چھپانے کی کوشش کی ہے۔ تاہم وقتاً فوقتاً میڈیا پر امریکی فوجیوں کی ہلاکتوں میں اضافے کے حوالے سے خبریں سامنے آتی رہتی ہیں، جن پر تشویش کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ یکم مئی کو امریکا نے اعتراف کیا کہ مشرقی افغانستان میں ایک اہل کار ہلاک اور ایک زخمی ہوا ہے۔ 14 مئی کو قندھار کے ضلع شین ڈنڈ میں امریکی فوجی قافلے کا ٹینک بارودی سرنگ دھماکے سے تباہ ہو گیا۔ اس میں سوار تمام اہل کار ہلاک ہو گئے۔ 26 مئی کو صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں بھی دو امریکی حملہ آور ہلاک ہو گئے۔ ان تمام تر نقصانات کے باوجود دشمن نے مئی میں صرف ایک فوجی کی ہلاکت کا اعتراف کیا۔ مکار دشمن نے فوجی پالیسی کے تحت ہمیشہ اپنے فوجیوں کی ہلاکتوں کو خفیہ رکھا ہے۔ وہ اپنی شکست، نقصانات اور ناکامی کو چھپانے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہے۔ وہ کبھی بھی جانی اور مالی نقصانات کی حقیقی تعداد کا اعتراف نہیں کریں گے۔

اجرتی دشمن کا جانی نقصان:

5 مئی کو امارت اسلامیہ نے اعلامیہ جاری کیا کہ منصوری آپریشن کے دوران کم از کم 506 کمانڈروں کو ہلاک کیا گیا ہے۔ 3 مئی کو صوبہ لوگر کے گورنر کے ترجمان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے دم توڑ گئے۔ یاد رہے مذکورہ گورنر ایک ہفتہ قبل مجاہدین کے حملے میں زخمی ہوئے تھے۔ 7 مئی کو جلال آباد شہر میں اجرتی فوج کا ایک اہم کمانڈر مارا گیا۔ اسی طرح پارلیمنٹ میں بدخشان کے نمائندوں نے کہا کہ پچھلے ہفتے بدخشان میں 100 سے زائد فوجی ہلاک ہوئے ہیں۔ جب کہ وزیرِ دفاع نے پارلیمنٹ کو رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا کہ 'گزشتہ ماہ 250 فوجی ہلاک اور 400 زخمی ہوئے ہیں۔' 12 مئی کو صوبہ زابل کے ضلع شملزو میں سکیورٹی کمانڈر کو متعدد اہل کاروں سمیت ہلاک کر دیا گیا۔ 23 مئی کو صوبہ غور ضلع چہار سدہ میں جمعیتِ اسلامی کے رہنما اور ظالم کمانڈر جابر کو قتل کر دیا گیا۔

فوجیوں کو معافی کا اعلان:

مئی میں امارت اسلامیہ نے نیک نیتی کے ساتھ اور عوام کی بھلائی کے لیے ناجائز قبضے کے خاتمے کے لیے ایک اور تاریخی اقدام اٹھایا۔ امارت اسلامیہ نے 18 مئی کو اُن افغان سکیورٹی اہل کاروں کے لیے عام معافی کا اعلان کیا، جو حکومتی صف سے علیحدگی اختیار کریں اور مجاہدین کے خلاف لڑنے سے گریز کریں۔ اس اعلامیے میں کابل انتظامیہ کے فوجی افسران اور پولیس اہل کاروں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کیا گیا کہ آپ لوگ بہت کم رقم کے بدلے میں اسلام اور افغانستان کے ازلی دشمن کے شانہ بشانہ کھڑے ہو۔ اس دھرتی کے بیٹوں کے خلاف کرائے کے قاتل کا کردار ادا کر رہے ہو۔ افسوس ناک امر تو یہ ہے کہ امریکا کے تربیت یافتہ جرنیلوں نے نہ صرف فوجیوں اور پولیس اہل کاروں کے خون سے غداری کی اور ان کے معاملات پر سمجھوتہ کیا، بلکہ ہلاک ہونے والے اہل کاروں کی بیواؤں کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے کی شرم ناک خبریں بھی منظر عام پر آ چکی ہیں۔ یہ نہایت تکلیف دہ امر

ہے۔ بدقسمتی سے اجرتی فوج اور پولیس میں بیشتر جرائم پیشہ اور منشیات کے عادی لوگ بھرتی ہوتے ہیں۔ اس لیے یہ لوگ اپنے مستقبل سے غافل اور بے خبر ہیں۔ سیکڑوں کی تعداد میں ہر ماہ لقمہ اجل بنتے ہیں۔

دشمن سے علیحدگی اور مجاہدین میں شمولیت:

حالیہ دنوں مجاہدین نے دشمن پر جارحانہ حملے بڑھادیے ہیں، جن کے نتیجے میں افغان فورسز کی ہلاکتوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔ جب کہ کابل انتظامیہ میں شامل ملازمین اپنے فرائض سے دست بردار ہو کر مجاہدین کے ساتھ مل رہے ہیں۔ یکم مئی کو شائع ہونے والی سیگار کی رپورٹ کے مطابق مجاہدین روز بروز طاقت ور ہو رہے ہیں۔ جب کہ فورسز کی ہلاکتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق کابل انتظامیہ میں شامل 10 فیصد سے زائد ملازمین نے ملازمتیں چھوڑ دی ہیں۔ جب کہ وزارت دفاع نے بھی اس رپورٹ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ 'اس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کی جائے گی۔' 10 مئی کو بادغیس کے ضلع قادس میں 100 سے زائد فوجیوں نے مجاہدین کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ 14 مئی کو 15 کمانڈروں نے 500 اہل کاروں سمیت کابل انتظامیہ سے علیحدگی اختیار کر کے امارت اسلامیہ میں شمولیت اختیار کرلی۔

کٹھ پتلی فورسز پر بمباری:

حملہ آوروں خاص طور پر امریکا نے کبھی بھی افغانوں کو احترام نہیں دیا۔ مزید یہ کہ وہ رحم دلی کا ارادہ بھی نہیں رکھتے۔ وہ افغان عوام کی ہلاکتوں کو تماشہ اور کھیل سمجھتے ہیں۔ انہوں نے اس سلسلے میں حسب سابق ایک بار پھر صوبہ بادغیس کے ضلع مقر میں لیویز اہل کاروں پر بمباری کی، جس میں چھ اہل کار ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔ جب کہ صوبہ میدان وردگ کے ضلع نرخ میں بھی فورسز پر امریکی فضائیہ نے حملہ کیا، جس کے نتیجے میں 11 اہل کار ہلاک ہوگئے۔

شہریوں پر تشدد اور ان کا قتل عام:

افغانستان اور اسلام کے خلاف جنگ میں مصروف دشمن نے اب تک ملک کی تعمیر اور بحالی کے نام پر جو تباہی پھیلائی اور اس کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ہر روز معصوم اور بے گناہ لوگ لقمہ اجل بن رہے ہیں۔ وحشی دشمن اپنی ہوس کی خاطر مظلوم افغانوں کو نشانہ بناتا ہے۔ ان کے گھروں کو تباہ اور ان کی دولت لوٹ لیتا ہے۔ 18 مئی کو انسانی حقوق کی کمیٹی نے اعلان کیا کہ مسلح فوج کے اہل کار دوران جنگ شہریوں کے جانی و مالی نقصان کا کچھ بھی خیال نہیں رکھتے۔ جب کہ یہ اعلان تب ہوا، جب گزشتہ ماہ امریکی صدر ٹرمپ نے اپنے فوجیوں کو ہدایت کی تھی کہ 'وہ جنگ میں شہریوں کی ہلاکتوں کا خیال نہ رکھیں، بلکہ بے دریغ اپنے مخالفین کو نشانہ بنائیں۔

یکم مئی کو حملہ آوروں نے جنوبی صوبے ہلمند کے مرکز میں نہتے شہریوں پر فضائی حملہ کیا، جس میں 23 شہری شہید اور زخمی ہوگئے۔ 10 مئی کو میدان وردگ کے ضلع سید آباد میں نہتے شہریوں پر بمباری کے نتیجے میں دس افراد شہید اور زخمی ہوگئے۔ ایک دن بعد صوبہ خوست میں سکیورٹی فورسز نے ایک قبائلی بزرگ کو قتل کر ڈالا۔ علاوہ ازیں مئی میں سیکڑوں مظلوم شہری فضائی حملوں، زمینی کارروائیوں اور چھاپوں میں شہید اور زخمی ہوئے۔ جس کی مکمل تفصیل اور درست تعداد امارت اسلامیہ کی ویب سائٹ میں 'شہری حادثات کمیشن' کی رپورٹ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

الخندق آپریشن:

الخندق آپریشن کے تحت جہادی کارروائیاں مئی کے دوران بھی کامیابی سے جاری رہیں۔ ان کامیاب کارروائیوں کے سلسلے میں 3 مئی کو بدخشان کا علاقہ کوہستانات فتح ہوا۔

7 مئی کو قندھار کے مشہور ضلع معروف پر مجاہدین نے بھاری ہتھیاروں سے حملہ کیا، جس میں دشمن کو ہلاکتوں اور مالی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ مجاہدین نے 8 مئی کو فاریاب کے ضلع بل چراغ میں 21 چوکیاں فتح کر کے بھاری مقدار میں اسلحہ اور دیگر وسائل مال غنیمت میں حاصل کیے۔ 9 مئی کو صوبہ بغلان کا ضلع تالا و برفک بھی فتح ہوگیا۔ دشمن نے بھی اس ضلع سے پسپائی اختیار کرنے کا اعتراف کرتے ہوئے کہا کہ 'پولیس سربراہ 100 سکیورٹی اہل کاروں سمیت لاپتہ ہیں۔

مجاہدین نے 9 مئی کو کابل شہر میں بڑا حملہ کیا۔ چند فدائی مجاہدین نے انٹیلی جنس مرکز کو نشانہ بنایا اور اس میں موجود قابض اور اجرتی فورسز کے درجنوں اہل کاروں سمیت متعدد افسروں کو ہلاک کر دیا۔ 13 مئی کو صوبہ ہلمند کے ضلع گرشک میں رات کے آپریشن کے دوران ایک کم سن مجاہد نے دشمن کا چینوک ہیلی کاپٹر مار گرایا، جس میں سوار تمام کمانڈو اہل کار ہلاک ہوگئے۔ اسی طرح 'سلام وطن دار ریڈیو' نے صوبہ فراہ کے حکام کے حوالے سے بتایا کہ مجاہدین نے ضلع بالا بلوک اور

جوین کی فتح میں دوران پانچ لاکھ ڈالر مالیت کی جنگی گاڑیاں اور ہتھیار مال غنیمت میں حاصل کیے۔ علاوہ ازیں قندھار کے ضلع شین ڈنڈ میں قابض امریکی فوج کے ٹینک پر بارودی سرنگ دھماکہ ہوا، جس میں سوار تمام فوجی ہلاک ہوگئے۔ مجاہدین نے 15 مئی کو صوبہ فراہ کے دارالحکومت پر حملہ کیا اور شدید لڑائی کے بعد شہر میں داخل ہوگئے۔ شہر میں پولیس اور دیگر اہم سرکاری عمارتیں بھی فتح کرلیں۔ دشمن کے ساتھ جھڑپوں میں سیکڑوں اہل کار ہلاک اور زخمی ہوگئے۔

مجاہدین نے 16 مئی کو صوبہ غزنی کے ضلع جغتو اور بادغیس میں درہ بوم فتح کر لیا۔ 20 مئی کو دایکنڈی کے ضلع اجرستان بھی فتح ہوگیا۔ 22 مئی کو غزنی کا ضلع دہ یک بھی فتح ہوگیا۔ 26 مئی کو صوبہ فراہ کے ضلع فراہ رود میں دو امریکی فوجی مارے گئے، جس کے بعد قابض فورسز نے شہری آبادی پر وحشیانہ بمباری کی۔ 28 مئی کو مجاہدین نے صوبہ تخار کے علاقے خواجہ غار میں پولیس کی 17 چوکیاں فتح کرلیں۔ 29 مئی کو صوبہ اروزگان کا ضلع چورہ بھی فتح کرلیا گیا۔ 30 مئی کو صوبہ لوگر پر بڑا حملہ کیا گیا، جس میں سکیورٹی اہل کاروں سمیت اہم کمانڈر بھی ہلاک ہوگئے۔ اس کے علاوہ صوبہ تخار کا ضلع قلعہ زال بھی فتح ہوگیا۔

افغان سرزمین پر اسرائیلی فوجی:

امریکا کا مکروہ چہرہ افغانستان میں بے نقاب ہوگیا ہے۔ اس نے افغانستان کی ترقی کے نام پر یہاں تباہی مچائی اور بدامنی کو فروغ دیا۔ 30 مئی کو امریکی اخبار وترنر ٹوڈے نے لکھا کہ 2004 سے اسرائیلی فوجی امریکی شہریت کے ساتھ افغان جنگ میں حصہ لے رہے ہیں۔ بظاہر اسرائیلی فوجی افغان اہل کاروں کی تربیت اور منشیات کے خلاف جدوجہد میں مصروف ہیں۔ رپورٹس کے مطابق فراہ میں مجاہدین کے ساتھ جھڑپ میں ایک اسرائیلی فوجی ہلاک ہوا تھا۔

نام نہاد انتخابات:

جب انتخابات کے لیے انتخابی رجسٹریشن کا مرحلہ شروع ہوا تو اس میں بہت کم لوگوں نے حصہ لیا۔ جس کے بعد کابل انتظامیہ نے انتہائی قدم اٹھاتے ہوئے لوگوں کو مختلف طریقوں سے انتخابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے مجبور کیا۔ یکم مئی کو بلمند میں رجسٹریشن کا عمل شروع ہوا تو گورنر نے اعلان کیا کہ 'جن ملازمین نے اس میں حصہ نہ لیا، ان کو ڈیوٹی سے غیر حاضر تصور کیا جائے گا۔' اسی طرح 6 مئی کو ایک خبر شائع ہوئی کہ اسکولز کے طالب علموں کو مجبور کیا جاتا ہے کہ 'وہ رجسٹریشن کے عمل میں ضرور شرکت کریں۔ جب کہ صورت حال یہ ہے کہ 2 مئی کو میدان وردگ میں صرف 155 خواتین نے اندراج کرایا۔ نورستان میں 22 سو افراد نے اندراج کرایا۔ افغانستان بھر میں انتخابی اندراج میں لوگوں کی عدم دل چسپی نے انتخابی عمل کو مشکوک بنادیا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ عوام کا جمہوری انتخابی عمل اعتماد سے اٹھ چکا ہے۔ یہ کٹھ پتلی انتظامیہ کے لیے باعثِ تشویش ہے۔

صدائے شریعت ریڈیو کی نشریات:

امارت اسلامیہ نے نہ صرف فوجی اور سیاسی شعبوں میں اپنی صلاحیت کا لوہا منوایا ہے، بلکہ میڈیا اور ثقافتی میدان میں بھی اپنی بھرپور صلاحیت کا اظہار کیا ہے۔ اس سلسلے میں 10 مئی کو امارت اسلامیہ نے طویل مدت کے بعد صدائے شریعت ریڈیو کی نشریات کا دوبارہ آغاز کردیا۔ اِس وقت افغانستان کے مختلف علاقوں میں ایف ایم ریڈیو کے ذریعے امارت اسلامیہ کی نشریات جاری ہیں۔

انڈونیشیا میں اجتماع:

مکار دشمن عوام کو دھوکہ دینے کے لیے مختلف بہانے اختیار کرتا ہے۔ اسی لیے علمائے کرام کے نام سے انڈونیشیا میں تین ممالک کا اجلاس بلایا، اس اجلاس میں افغانستان، پاکستان اور انڈونیشیا کے علماء نے شرکت کی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ افغانستان میں قابض امریکی فورسز کے خلاف جاری جہاد کو ناجائز قرار دیا جائے۔ تاہم امارت اسلامیہ کی اَن تھک کوششوں کے نتیجے میں امریکا یہ مقصد حاصل کرنے میں ناکام رہا۔

انڈونیشیا کا اجلاس بغیر نتیجے کے ختم ہوگیا۔ اجلاس امارت اسلامیہ کا نام لیے بغیر افغان جنگ کے خاتمے پر زور دیتے ہوئے اختتام پذیر ہوا۔ جس سے مسلم ملت کے خلاف طاغوتی قوتوں کی ایک اور سازش ناکام رہی۔

استعماری قوتوں نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ وہ میدان کارزار میں ناکامی کے بعد کسی سازش کے تحت مسلمانوں کو بدنام کریں اور انہیں شکست دیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے دشمن کی ایسی کوششیں ہمیشہ ناکام ثابت رہی ہیں۔

ماہ شعبان میں ہونے والی کارروائیوں کا جدول

نمبر شمار	صوبہ	کارروائیوں کی تعداد	فدائی حملے	دشمن کے مالی اور جانی نقصانات					عام شہریوں اور مجاہدین کی جانی نقصانات		
				صلیبیوں کی اموات	صلیبیوں کے زخمی	اہلکاروں کی ہلاکتیں	اہلکاروں کے زخمی	فوجی گاڑیوں اور ٹینکوں کی تباہی	مجاہدین کے شہداء	مجاہدین کے زخمی	گاڑیوں کی تباہی
1-	قندھار	51				151	61	33	7	18	
2-	ہلمند	142	2			376	195	42	12	20	2
3-	زابل	32	0			86	35	9	3	5	0
4-	روزگان	22	0			95	43	19	2	5	0
5-	فراہ	41				103	22	18	6	8	
6-	غور	9				13	12	0	1	4	
7-	ہرات	22				45	31	9	2	6	
8-	نیمروز	8				7	1	2	0	0	
9-	بادغیس	24				47	25	2	0	2	
10-	فاریاب	51				108	84	19	5	9	
11-	کونڑ	17	0			4	3	2	0	0	0
12-	ننگرہار	48	0			60	48	11	0	1	0
13-	لغمان	9	0			7	11	1	0	0	0
14-	نورستان	4	0			1	9	1	0	0	0
15-	کابل	29	0			32	30	13	0	0	0
16-	میدان وردگ	51	0			70	39	15	1	3	0
17-	غزنی	72	1			285	195	58	9	9	1
18-	خوست	22	0			16	22	4	0	0	0
19-	لوگر	37	1			76	39	8	4	0	1
20-	کاپیسا	12	0			13	15	1	0	0	0
21-	پروان	7	0			3	2	3	0	0	0
22-	پکتیکا	16	0			24	16	1	0	0	0
23-	پکتیا	31	0			71	36	11	2	4	0
24-	قندوز	13	0			72	19	6	0	0	0
25-	بغلان	10	0			12	10	5	0	1	0
26-	تخار	12	0			33	40	10	0	3	0
27-	سمنگان										
28-	بدخشان	8	0			43	23	2	5	8	0
29-	بامیان										
30-	بلخ	11	0			35	23	6	0	2	0
31-	جوزجان	5	0			19	0	0	1	0	0
32-	دای کنڈی	13	0			71	28	0	1	3	0
33-	سرپل	8	0			24	35	5	0	3	0
34-	پنج شیر										
مجموعہ		837	4			2002	1152	316	61	114	4

SHARIAT
Monthly Islamic Magazine
7 th Year June 2018

بے قدری کا سنگین معاملہ

یہ کتنا عجیب معاملہ ہے۔ایک طرف رحمت و محبت، اُلفت و چاہت، اپنائیت اور احساسِ مروت ہے!
دوسری طرف بے قدری، لاپرواہی، دھوکہ دہی اور اپنے ہی پاؤں پر کلہاڑی کے سنگین وار کیے جارہے ہیں!
ایک طرف امارت اسلامیہ ہے، جو اپنا سب کچھ صرف اس لیے قربان کررہی ہے، تاکہ افغانستان سمیت دنیا بھر کے مسلمانوں کو ظالم امریکا کی درندگی سے نجات مل جائے۔ اس عظیم مقصد کے لیے اُس نے کون سی ایسی قربانی ہے، جس سے دریغ کیا ہو؟! یعنی سراسر امت کی ہمدردی! سراسر خیر خواہی!
دوسری طرف امریکی ایما پر ہونے والی وہ کانفرنسز ہیں، جو مختلف اسلامی ممالک میں اس طور منعقد ہورہی ہیں کہ امریکا اُس میں بلائے گئے علماء سے امارت اسلامیہ کے اس جہاد کے خلاف فتویٰ جاری کروانا چاہتا ہے، جو درحقیقت اِنہی علماء کے مفاد میں لڑا جارہا ہے۔
کانفرنس میں شریک اِن علماء کے کردار کو کیا نام دیا جائے؟ مجاہدین نے اِنہی علماء کی عظمت اور اس اُمت کی شوکت کے لیے اپنی جانیں قربان کی ہیں اور نتیجے میں اُن شہداء کو کیا صلہ دیا جارہا ہے؟! اے علمائے کرام! اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دیں گے؟؟
پس اے امت چہ باید کرد؟ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے!